

تاجدارِ ختمِ نبوت زندہ باد
ماہنامہ
الحقیقہ
پاکستان
ستمبر 2020
ختمِ نبوت
لا نبی بعدی
نواسۂ رسول ﷺ کے دوست اور دشمن
مصطفیٰ ﷺ پیارے کا پیارا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ
کاش ہم بھی بیدار ہوں
اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت سیدنا امام ربانی قدس سرہ
مسائلِ دینیہ
اداریہ
امارات اسرائیل سمجھوتہ
نومسلم ڈائری
مرزائیت پر برق
محبتوں اور جراتوں کا قافلہ رواں دواں

فہرست

1	اداریہ	علامہ سعید محمد عامر آسوی	2
2	کاش ہم بھی بیدار ہوں	حضور مفکر اسلام	5
3	ختم نبوت	علامہ غلام رسول قاسمی	8
4	لا نبی بعدی	فیض ملت فیض احمد اویسی	20
5	نواسۂ رسول۔۔۔	حضور مفکر اسلام	33
6	داتا گنج بخش	مفتی شاہد اقبال آسوی	37
7	حضور امام ربانی	علامہ غلام مصطفٰے مجددی	38
8	اعلیٰ حضرت۔۔۔	علامہ ممنون حسین آسوی	42
9	مسائل دینیہ	مفتی شاہد اقبال آسوی	45
10	خبرنامہ	رانا آفتاب احمد	47

حمد و نعت

حمد باری تعالیٰ لے خدا

ہر جا ہیں جلوہ گر ترے انوار اے خدا
پھر بھی محال ہے ترا دیدار اے خدا
ہو جس کو خواب میں ترا دیدار اے خدا
اس پر نثار قسمت بیدار اے خدا
غم ہو ترا اگر مرے غمخوار اے خدا
پھر اور کچھ نہیں مجھے درکار اے خدا
یہ بھی ترے کرم کا ہے اظہار اے خدا
ترا نبی ہے میرا مددگار اے خدا
عشق نبی ہو قافلہ سالار اے خدا
تا میں بھی دیکھ لوں ترا دربار اے خدا
رویا نہیں ہوں عشق میں زنہار اے خدا
ابر کرم ہے ترا گہر بار اے خدا
کیوں ہو نہ عرش اسکا طلب گار اے خدا
جو دل ہے ترے نور کا دربار اے خدا
ساحل ہے دور سخت ہے منجدھار اے خدا
صدقہ نبی کا بیڑا لگا پار اے خدا
مرشد کے در کا سگ ہے یہ کر دے اسے معاف
آسی ہے گرچہ سخت خطاکار اے خدا

نعت حبیب خدایا نبی

اے خالق کریم کے شہکار یا نبی
اے پیکر محاسن و انوار یا نبی
جو آپ کا ہے بندہ دربار یا نبی
وہ ہے خدا کا محرم اسرار یا نبی
ہیں دو جہاں کا مقصد تخلیق آپ ہی
اے دو جہاں کے مالک و مختار یا نبی
اللہ کی طلب سے اسے واسطہ نہیں
جو آپ کا نہیں ہے طلب گار یا نبی
کون و مکاں میں رحمت کونین اور کون
پھر کون آپ سا ہو مددگار یا نبی
سو بار رحمتوں نے کیا جھوم کر طواف
جب آ گیا زبان پہ اک بار یا نبی
ہیں دو جہان آپکے در کے امیدوار
ہیں آپ دو جہان کے غمخوار یا نبی
میں اپنی بے نوائی پہ قربان کیوں نہ ہوں
مجھ بے نوا کے آپ طرفدار یا نبی
حسرت ہے آسی مرشد کامل کے سائے میں
پھر دیکھ لے حضور کا دربار یا نبی

حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

یونس-۶۲

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

امارات ، اسرائیل سمجھوتہ

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے فرمانِ عالیشان "وَيْلٌ لِلْعَرَبِ" (بخاری، کتاب الفتن، حدیث ۱۹۴۰) کے مطابق اہلِ عرب کی کم از کم اَخلاقی بربادی کا آغاز ہو چکا ہے۔ متحدہ عرب امارات (یو اے ای) کا اسرائیل کو تسلیم کر لینے کا اعلان اس بات کا مظہر ہے۔ یو اے ای اور اسرائیل کے مابین بالواسطہ ۲۰۰۹ء اور براہِ راست ۲۰۱۲ء سے خفیہ تعلقات استوار تھے۔ اس دوران متعدد اسرائیلی وزراء ابوظہبی آتے جاتے رہے جس میں امریکی حکومت اور 'موساد' کا نمایاں کردار رہا۔ اسرائیلی وزیرِ اعظم بنجمن نیتن یاہو نے تو گذشتہ جون سے ہی اس سمجھوتے کے اشارے دینا شروع کر دیئے تھے۔ اس معاہدے پر سب سے پہلے مبارکباد بحرین نے دی، اس لیے مختلف تھنک ٹینکس کے نزدیک اسرائیل کو تسلیم کرنے والا اگلا ملک بحرین ہو سکتا ہے۔ لیکن چند بین الاقوامی مبصرین کے خیال میں یو اے ای کے بعد اسرائیل کو تسلیم کرنے والا چوتھا اسلامی ملک مراکش ہو سکتا ہے، کیونکہ مراکش نے ۱۹۷۵ء میں سپین کے خالی کردہ مغربی صحرا پر قبضہ کر لیا تھا، جسے امریکہ نے تسلیم نہیں کیا۔ اب اگر مراکش اسرائیل کو تسلیم کر لیتا ہے تو 'انعام' میں امریکہ اس کے قبضے کو تسلیم بھی کر لے گا اور اچھے تعلقات بھی قائم ہوں گے۔ اسلامی دنیا سے مصر نے سب سے پہلے ۱۹۷۹ء میں اور پھر ۱۹۹۴ء میں اردن نے اسرائیل کو تسلیم کیا۔ یو اے ای 'تحرڈ' ہے۔ ۲۱ رکنی عرب لیگ کے وہ ممالک جنہوں نے مصر اور اردن پر اس وقت سخت تنقید کی تھی آج خود یکے بعد دیگرے اسرائیل کو تسلیم کرنے کا سوچ رہے ہیں۔

یاد رہے! متشدد اسرائیلی ریاست کا باضابطہ اعلان ۱۴ مئی ۱۹۴۸ء کو ہوا۔ اسی دن امریکہ نے اسے تسلیم کیا، پھر روس نے ۱۷ مئی ۱۹۴۸ء کو تسلیم کیا۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۴۸ء تک ۲۱ ممالک اسرائیل سے سفارتی روابط قائم کر چکے تھے۔ ۱۱ مئی ۱۹۴۹ء تک ۳۳ ممالک نے سفارتی تعلقات قائم کیے جن میں ترکی بھی ۲۸ مارچ ۱۹۴۹ء کو شامل ہوا۔ ۱۱ مئی ۱۹۴۹ء سے ۲۰۱۱ء تک ۹۴ ملکوں نے اسرائیل ساتھ سفارتی تعلقات استوار کر لیے جن میں ایران، قطر، مراکش، عمان، تیونس اور سوویت یونین سے آزادی پانے والی ریاستیں آذربائیجان، ترکمانستان، ازبکستان، قازقستان، تاجکستان اور کرغیزستان شامل ہیں۔ تاہم ایران، قطر، تیونس، مراکش اور عمان نے بعد ازاں تعلقات منقطع کر لیے۔ کیوبا اور چاڈ بھی ان میں شامل ہیں۔ جن

ممالک نے اب تک اسرائیل کو نہ تسلیم کیا اور نہ سفارتی تعلقات قائم کیے،ان کی تعداد ۲۵ کے قریب ہے۔ان میں پاکستان،افغانستان،الجیریا، بحرین،بنگلہ دیش،برونائی،جبوتی،گھانا،انڈونیشیا،عراق،کویت،لبنان،لیبیا،ملائیشیا،مالدیپ،مالی،نائیجیریا،سعودی عرب،صومالیہ،سوڈان،شام ،یمن اور شمالی کوریا شامل ہیں۔

اس اقدام کے بعد ترکی کے صدر رجب طیب اردگان نے سخت ریمارکس دیتے ہوئے ابوظہبی سے سفارتی تعلقات منقطع کرنے کی دھمکی دی۔اس کے'ترکی بہ ترکی' جواب میں یو اے ای کے وزیر خارجہ انور قرقاش نے ایک ٹی وی انٹرویو میں کہا کہ ترکی کا رویہ دوغلا ہے۔اس کا سفارتخانہ اسرائیل میں کھلا ہے۔ترکی اور اسرائیل کی سالانہ دو ارب ڈالر کی باہمی تجارت ہے۔ہر سال پانچ لاکھ اسرائیل سیاح ترکی کا سفر کرتے ہیں۔انور قرقاش نے مزید کہا کہ انہیں فلسطینی علاقوں کو یہودی علاقوں میں ضم کرنے پر تشویش تھی،اب کم از کم مذاکرات کا دروازہ تو کھلا ہے۔(حالانکہ تاریخ گواہ ہے کہ اسرائیل مذاکرات کی میز پر عموماً آتا ہی نہیں اور اگر آ بھی جائے تو لاحاصل رہتا ہے)

یو اے ای کا اسرائیل کو تسلیم کرنا گندم کی اس بوری کی مثل ہے جس میں سوراخ کر دیا گیا ہو اور اب دانے گرنا شروع ہو گئے ہوں۔حالات بتاتے ہیں کہ آہستہ آہستہ تمام عرب ممالک اسرائیل کو تسلیم کر لیں گے،بلکہ بیشتر دیگر اسلامی ممالک بھی۔گویا یہ معاہدہ ایک آغاز ہے۔اس کے پس پردہ سعودی عرب کے ہونے کی باتیں بھی کی جارہی ہیں۔تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ شہزادہ محمد بن سلیمان ابھی ولی عہد بھی نہیں بنے تھے جب [illegible]

اس صدمے کی کیفیت میں ہیں۔خاتون سینئر فلسطینی عہدیدار حنان اشراوی نے شہزادہ محمد کو نہایت دکھ بھرے انداز میں مخاطب کرتے ہوئے کہا:"کاش آپ کے دوست کبھی آپ کا سودا نہ کریں۔'امتِ مسلمہ کے لیے،جس سعودی عرب کو بڑے بھائی اور امام کا کردار ادا کرنا تھا،وہاں اسرائیلی شہری پہلے سے ہی آ جا رہے تھے لیکن ۲۷ جنوری **۲۰۲۰** کو اسرائیلی وزیر داخلہ کا بیان شائع ہوا کہ 'اسرائیلی شہریوں کو سعودی عرب سفر کرنے کی اجازت ہوگی'۔اب اسرائیلی شہری سعودیہ پہنچے گا تو اس کی دستاویزات پر سعودی حکومت کی مہر لگے گی۔یعنی عملاً وہاں یہ سب خاموشی سے شروع ہو چکا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ایران ایٹمی طاقت بننے والا ہے۔یہ بات جہاں امریکہ واسرائیل کے لیے پریشان کن ہے،وہاں عرب ممالک بالخصوص سعودی عرب)تشویش کا شکار ہیں۔پھر شام،لبنان اور یمن وغیرہ میں ایرانی مداخلت نے بھی ان کو خوف میں مبتلا کر رکھا ہے۔اس کا آسان حل ایران اور سعودی عرب میں اختلافات کو ختم کرنا اور باہمی مفاہمت کو فروغ دینا تھا،لیکن مشکل،غلط اور خطرناک راستے کو اختیار کیا گیا۔ایران اور عرب دنیا مقابل آ گئی۔ان حالات میں جہاں سعودی عرب ایٹمی صلاحیت کے حصول کی راہ پہ چل نکلا ہے وہاں امریکہ واسرائیل کے ساتھ بہتر تعلقات استوار رکھنا اور ان کی ہر ناجائز بات کو ماننا بہت سے عرب ممالک کی مجبوری بن چکا ہے۔دوسری طرف امریکہ کی اسرائیل سے محبت کا یہ عالم ہے کہ وہ اپنی کوئی ریاست تو گنوا سکتا ہے لیکن اسرائیل پر آنچ برداشت نہیں کر سکتا۔چنانچہ یہودی اور امریکی سرمایہ سے اسرائیل مختصر سے وقت میں علاقے کی بدمعاش جنگی قوت بن چکا ہے۔یہاں تک کہ انڈیا جیسے بڑے ملک کو اس کی فیکٹریاں اسلحہ بیچ رہی ہیں۔یہ بھی حقیقت ہے کہ اسی انڈیا کو دنیا کی تیسری بڑی معاشی منڈی بنانے میں عربوں کے سرمایہ کا کردار کلیدی ہے۔چاہیے تو یہ تھا کہ تمام عرب ممالک مل کر اسرائیل کی عیاریوں،جنگی جنون،فلسطین پر ناجائز قبضے کے خلاف متحد ہوتے اور واضح اور جارحانہ پالیسی مرتب کرتے لیکن انہوں نے 'سرِ تسلیم خم' کرنے اور اپنے عیاشی سے

بھر پور طرزِ بود و باش کے تحفظ کے لیے امریکہ و اسرائیل کی تابعداری میں ہی عافیت جانی ہے۔ ان کی یہ پالیسی ان عرب حکمرانوں کے مفادات کا وقتی طور پر تحفظ کرے گی لیکن آنے والا وقت مضمرات سے بھرپور ہے، جس کا مداوا ابھی پھر شاید ممکن نہ ہو۔ کاش یہ سمجھیں۔

پاکستان فلسطین کے مسئلہ کو عربوں کا بالخصوص اور بالعموم پوری مسلم اُمّہ کا مسئلہ سمجھتا ہے، اور اس نظریے پر کاربند ہے:

اخوت اس کو کہتے ہیں کہ چبھے کانٹا جو کابل میں   تو ہندوستاں کا ہر پیر و جواں بے تاب ہو جائے

لیکن عرب ممالک کے اسرائیل کے لیے نرم گوشے نے ہمیں دوراہے پہ لا کھڑا کیا ہے۔ باوجود اس کے کہ عرب دنیا نے کبھی پاکستان کی مسئلہ کشمیر میں حمایت نہیں کی، نہ انہیں مظلوم کشمیریوں پر بھارتی بربریت پر کوئی تشویش ہے، اس کے باوجود پاکستان نے فلسطین کے معاملے کو اسلام اور کفر کی جنگ کے طور پر لیا ہے، اور عربوں کے مؤقف کی ہر سطح پر غیر مشروط حمایت کی ہے۔ ان کے لیے ایران، امریکہ اور اسرائیل کی دشمنی مول لی ہے۔ اب جبکہ عرب ممالک ہی فلسطین کے معاملے سے لاتعلقی اور بے حسی کا شکار اور اسرائیل کو ماننے پر تیار ہیں تو فرمایئے! پاکستان فلسطین کی حمایت میں کس قدر مستعدی دکھائے گا؟ گویا مدعی سست، گواہ چست۔۔ تا حال پاکستان اپنے قائد جناب محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان کا ہی پرچار کر رہا ہے کہ اسرائیل امتِ مسلمہ کے سینے میں گھونپا گیا ایک چھرا ہے۔

کیا ۵۷ اسلامی ملک نقشے پر موجود رہنا ہی 'سعادت' سمجھیں گے یا کبھی اپنی گھن گرج اور ایمانی للکار سے دنیا کو اپنے وجود کا احساس بھی دلائیں گے؟ کیا مسلمانوں کے دماغ مفلوج ہو گئے کہ اتحادِ اُمت کی کوئی پالیسی بنانے سے قاصر ہیں، یا باہمی اختلافات کے خاتمے کی کوئی راہ بتانے سے عاری ہیں؟ کیا او آئی سی اور عرب لیگ کے مردہ گھوڑوں میں کوئی جان ڈالے گا یا ایران، پاکستان، افغانستان، ترکی، ملائیشیا، قطر وغیرہم کا نیا اسلامی بلاک ہمارے مسائل کا حل ہے؟ آخر اسلامی دنیا کے حکمران اپنے مسائل خود حل کرنے کے جذبے سے کیوں خالی ہیں؟ کب تک ہم اسلام دشمن قوتوں کے مفادات کے تحفظ ہی میں لگے رہیں گے؟ کاش ہم نے کھوج لگایا ہوتا کہ ایران عراق طویل جنگ کے محرکات کیا تھے؟ صدام کا کویت پر حملہ کس اسلامی مفاد میں تھا؟ شام کی خانہ جنگی کا پس منظر کیا ہے؟ یمن کی مسلسل بگڑتی صورتحال کا سبب کیا ہے؟ افغانستان میں بڑی طاقتوں کے کیا مفادات ہیں؟ چاہ بہار سے پکڑے جانے والے کلبھوشن کی سرگرمیاں کس اسلامی ملک کے لیے تھیں؟ مسلم ممالک کے فقہی اختلافات تو شروع سے ہی تھے، آج ان اختلافات کو بنیاد بنا کر امریکہ و یورپ پوری اسلامی دنیا میں جنگیں اور خانہ جنگی کرا رہا ہے، کیا یہ بات ڈھکی چھپی ہے؟ عیسائی اور یہودی ایک دوسرے کے ملکوں پر حملہ کیوں نہیں کرتے؟ کبھی سوچا ہم نے؟

لے گئے تثلیث کے فرزند میراثِ خلیل   خشتِ بنیادِ کلیسا بن گئی خاکِ حجاز

ہر اسلامی ملک کی اپنی خارجہ پالیسی ہے اور اپنے اپنے تجارتی مفادات ہیں، ہر کوئی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائے بیٹھا ہے۔ اتحادِ اُمت پارہ پارہ کیوں ہے؟ آخر ہم ملکوں سے نکل کر 'اُمت' کی بات کیوں نہیں کرتے؟ اگر یورپی یونین کے ۲۷ ممالک مل کر تجارتی روابط قائم کر سکتے ہیں، اور ان کی خارجہ پالیسیاں ایک دوسرے کے مفادات کے تحفظ کی ضامن ہیں تو ہم اسلامی ممالک مشترکہ پالیسی بنانے اور مشترکہ تجارتی مفادات کے لیے اپنے بہترین دماغ ایک ٹیبل پہ کیوں نہیں بٹھاتے؟ ہمارے حکمران بزدلی کے زمہریر میں ٹھٹھر رہے ہیں، جرأت و مردانگی اور عزیمت و استقامت کے سنہری اسباق جو ہمارے اسلاف کو ازبر تھے، انہیں کون پڑھائے گا؟ ادھر بیت المقدس کی سرزمین آج پھر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی راہ دیکھ رہی ہے۔ کہیں کوئی صلاح الدین ایوبی ہی آ جائے۔ کاش ایسا ہو جائے۔ کاش اتحادِ امت کی کوئی صورت بن جائے۔ یا اللہ! ہماری مدد فرما۔

کاش ہم بھی بیدار ہوں

حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی قدس سرہ القوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدارا آنکھ کھول اور دیکھ تو اے ملّتِ بیضا | کہ تیری کیا روش ہے اور کیا رفتار دنیا کی

اِدھر دنیا و مافیہا سے تو اس وقت تک غافل | اُدھر اسلام پر برسوں سے پیہم یورش اعدا کی (ظفر)

ڈیڑھ سو سال سے کچھ زیادہ عرصہ ہوا کہ مشرقی پنجاب کے قصبہ قادیاں میں ایک شخص پیدا ہوا جس کا نام مرزا قادیانی تھا۔ بقول اس کے اس کا باپ بھی اسلام کا غدار تھا، چنانچہ اُس نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کا ساتھ دینے پر اپنے بدیسی آقاؤں کی غلامی کو ترجیح دی اُس کا بڑا بھائی دینا نگر کا تھانیدار تھا اور خود وہ غداری میں ان سب سے آگے نکل گیا یعنی انگریزوں سے سودا بازی کر کے نبوت کا مدعی بن بیٹھا۔ انگریز مسلمانوں کے نظریۂ جہاد سے بہت خطرہ محسوس کرتے تھے۔ اُنھوں نے پہلے چند ملاؤں کو خریدا جن کے ذریعے جہاد کے ختم ہونے کا فتویٰ لیا۔ اس طرح ملا تو بد نام ہو گئے اور جو انگریز کا اصل مقصد تھا وہ پورا نہ ہوا۔ اُنھوں نے سوچا کہ جو حکم 'وحی' کے ذریعے نافذ ہوا، اسے صرف فتویٰ سے نہیں روکا جا سکتا لہٰذا ایک جدید 'نبوت' کا سہارا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں انھوں نے کئی ضمیر فروشوں سے رابطے کیے اور باقاعدہ اُن سے سیالکوٹ کے ڈی۔ سی۔ آفس میں انٹرویو لیے۔ آخر کار انھیں مرزا قادیانی پسند آ گیا جو گویا اس دور کا سب سے بڑا ملحد، دین فروش، جھوٹا، مفسد اور کمینہ وکاذب تھا۔ ظاہر ہے اس نے ان کی ہر شرط پوری کر دی اور باقاعدہ طور پر انگریزوں کی 'وحی' قبول کرنے پر تیار ہو گیا۔ سچ فرمایا سچے اللہ نے سچے قرآن میں:

وَ اِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓی اَوْلِیٰٓئِهِمْ لِیُجَادِلُوْكُمْ ... (انعام:۱۲۱)

ترجمہ: اور بے شک شیطان ضرور اپنے دوستوں کی طرف 'وحی' کرتے ہیں تا کہ تم سے جھگڑیں۔

مرزا قادیانی کچھ عرصہ سیالکوٹ کینٹ کی مسجد مبارک میں بھی زیرِ تعلیم رہا تھا۔ سنا ہے کہ اُس کے استاد اپنی فراستِ مومنانہ سے دیکھ کر کہا کرتے تھے کہ مرزا ملحد و مرتد ہو گا۔ اس بد نصیب کو بجائے اس کے کہ اپنی دین فروشی اور ضمیر فروشی پر کوئی خلش محسوس ہوتی، اپنے آپ کو انگریزوں کا خود کاشتہ پودا کہنے پر فخر کرتا رہا۔ دیکھیے ذرا اس کا حال، باپ غدار بھائی انگریزوں کا تھانیدار اور خود انگریزوں کا خود کاشتہ پودا اور وہ بھی خاردار۔ ایک عرصہ تک انگریزوں کے نان و نمک پر گزارا کر کے بڑی ذلت سے آخر بیت الخلا میں مر گیا اور جس ریل گاڑی کو خرِ دجال کہتا تھا، اس میں لاہور سے قادیاں لا کر دفن کیا گیا۔ مگر جس اولاد کو پیچھے چھوڑ گیا اور جس امت کی تربیت کر گیا، اس کی غداری میں کوئی فرق نہیں آیا۔ بلکہ گردشِ روزگار کے ساتھ ساتھ جہاں بھی اسے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا موقعہ ملا، اُس نے پہنچایا۔ سچ کہا کسی شاعر نے:

سگِ دنیا پس از مردن بھی دامنگیر دنیا ہو | کہ اس کتے کی مٹی سے بھی کتا گھاس پیدا ہو

پاکستان کی تحریک چلی تو ان کا قبلہ لندن ہی رہا اور انھوں نے مسلمانوں کی بڑھ چڑھ کر مخالفت کی۔ پاکستان کا قیام قریب آیا تو انھوں نے علاقہ قادیاں کو الگ یونٹ بنوانے کے لیے گورداسپور کو اقلیت میں بدل دیا اور پٹھان کوٹ سے کشمیر کا راستہ بھارت کو دے دیا۔ پاکستان بن گیا، قادیانی اِدھر آگئے، مگر کیوں؟ شر و فساد کے لیے۔ آج بھی ان کی سوچ تبدیل نہیں ہوئی۔ مرزا بشیر الدین محمود (مرزا قادیانی کا بیٹا) کو ربوہ میں امانتاً دفن کیا گیا ہے اور اس کی وصیت ہے کہ اسے قادیان دفن کیا جائے۔

پاکستان کے عظیم بانی حضرت قائداعظم علیہ الرحمہ سخت بیماری میں مبتلا رہ کر ۱۹۴۸ء میں راہیِ ملکِ بقا ہو گئے۔ چودھری ظفر اللہ خاں قادیانی جسے وزیراعظم لیاقت علی خاں نے کسی 'مخصوص' مجبوری کی بنا پر وزارتِ خارجہ کا قلمدان سونپا تھا، نے حضرت قائداعظم کا جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔ ۱۷، ۱۸ مئی ۱۹۵۲ء کو قادیانیوں نے جہانگیر پارک کراچی میں اپنے سالانہ جلسے کا اہتمام کیا اور ظفر اللہ خاں قادیانی کا خصوصی خطاب 'اسلام زندہ مذہب ہے' کے عنوان سے رکھا۔ اس وقت کے وزیراعظم خواجہ ناظم الدین نے عوامی دباؤ پر ظفر اللہ کو خطاب کرنے سے روکا تو اس نے جواب دیا: " وزارت سے استعفیٰ دے سکتا ہوں مگر مذہبی پیشوا کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا"۔ چنانچہ اس نے شرکت کی، خطاب کیا اور اصل اسلام کو مردہ اور قادیانیت کو زندہ اسلام ثابت کرنے کی کوشش کی۔ (منیر انکوائری رپورٹ ص ۷۷)

تمام ملک میں شورش برپا ہوئی اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم ہوئی جس کے اولین مرکزی صدر غازیِ کشمیر حضرت علامہ ابو الحسنات علیہ الرحمہ تھے۔ وہ حالات کو پرسکون دیکھنے کے لیے علماء کا ایک وفد لے کر وزیراعظم (خواجہ ناظم الدین) کے پاس گئے اور اسے سمجھایا کہ حالات قابو سے باہر ہو رہے ہیں۔ ظفر اللہ قادیانی کو فی الفور کابینہ سے نکال دیا جائے، ویسے بھی یہ باہر جا کر پاکستان کی نہیں، قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے اور اسلام دشمنوں کا ایجنٹ ہے۔ وزیراعظم نے جواب دیا:

> " آپ مطالبہ تو کر رہے ہیں کہ سر ظفر اللہ خاں کو علیحدہ کر دیا جائے مگر آپ اس مشکل کا اندازہ نہیں کر سکتے کہ اگر ہم سر ظفر اللہ خاں کو علیحدہ کر دیتے ہیں تو ہمارے کتنے کام بگڑ جائیں گے اور ہم کن مشکلات میں پھنس جائیں گے۔"

آپ یعنی (حضرت مولانا ابو الحسنات علیہ الرحمہ) جلال میں آ کر فرمانے لگے:

> " خواجہ صاحب ہم تو اللہ کے نیک بندے سے ملنے اور اپنی گزارشات عرض کرنے آئے تھے ہمیں معلوم نہ تھا کہ ہم سر ظفر اللہ خاں کے بندے سے ملاقات کر رہے ہیں"

بہر حال تحریک چلی۔ مسلمانوں نے قربانیاں دیں، نہ وزارتِ عظمیٰ پر خواجہ ناظم الدین رہا اور نہ وزارتِ علیا پر ممتاز خاں دولتانہ، ہاں شمعِ رسالت کے بزرگوں نے جانوں کے نذرانے دے کر یا قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر کے اپنے عشق کا لوہا منوا لیا اور ایک عرصے تک ایوانِ اقتدار پر جاں نثارانِ عظمتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہیبت چھائی رہی۔

ذوالفقار بھٹو کی وزارتِ عظمیٰ کے دوران مرزائیوں کے حوصلے پھر بلند ہوگئے، انھیں خیال تھا کہ بھٹو اسلام کے بارے میں آزاد منش سا آدمی ہے لہٰذا انھوں نے ربوہ ریلوے اسٹیشن پر چند مسلمان نوجوانوں پر جو ایک سیاحتی دورے سے واپس آرہے تھے، مسلح حملہ کر دیا۔ چنانچہ پھر شورش اُٹھی اور آخر کار بھٹو حکومت نے عوامی دباؤ اور پارلیمنٹ کے متعلقہ فیصلے سے قادیانیوں کو اقلیت قرار دے دیا۔ چنانچہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء سے یہ آئینی طور پر بھی غیر مسلم ہیں۔ یعنی قادیانی بھی اور لاہوری بھی مرزائی جو مرزا کو نبی کی بجائے مجدد ہی مانتے ہیں۔

چونکہ قادیانی اپنے آغاز ہی سے شرانگیز اور فطرت کے اعتبار سے مفسد ہیں، اس لیے کھل کر یا چھپ کر ان کی مفسدانہ کارروائیاں جاری ہی رہیں۔ حتیٰ کہ قانون کو ایک مرتبہ پھر انگڑائی لینا پڑی اور ملت کی بیداری سے متاثر ہو کر جناب جنرل ضیاء الحق نے ۱۹۸۴ء میں امتناعِ قادیانیت آرڈیننس نافذ کر دیا جس کی رُو سے مرزائی اپنی عبادتگاہوں کو مسجد کہہ سکتے ہیں اور نہ امہات المومنین اور صحابہ کرام جیسی اصلاحات اپنے مرزا قادیانی کے متعلقین کے لیے استعمال کر سکتے ہیں، نیز اپنے جھوٹے مذہب کی تبلیغ بھی نہیں کر سکتے۔ حتیٰ کہ دکانوں پر کلمہ شریف یا کوئی آیت وغیرہ بھی نہیں لکھ سکتے۔

آرڈیننس تو یہی ہے اور نافذ بھی ہے مگر حکومتوں کے معاملات تقریباً اُسی قسم کے ہیں جیسے خواجہ ناظم الدین نے بیان کیے تھے۔ چنانچہ قادیانی لوگوں نے عموماً اپنی شرارتوں میں کوئی کمی نہیں کی۔ سب سے زیادہ دکھ کی بات یہ ہے کہ انھیں فوج جیسے ادارے سے بھی نہیں نکالا گیا بلکہ مدتوں تک ایٹمی توانائی کا گویا مدار المہام وہ ناپاک شخص رہا جو جنونی قسم کا قادیانی تھا اور جسے نوبل پرائز بھی اس کی قادیانیت کی وجہ سے اسلام کے بدترین دشمنوں یعنی یہودیوں نے دیا تھا۔ وہ پاکستان کے خلاف جاسوسی کرتا تھا اور یوں اس نے وطنِ عزیز کو صد درجہ نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کی۔

حقیقت یہ کہ اس وقت تقریباً تمام عالم کفر اسلام کو عموماً اور پاکستان کو خصوصاً صفحۂ ہستی سے مٹانے کے درپے ہے۔ اسلام دشمنوں کا سب سے بڑا سرغنہ امریکہ ہے اور اسرائیلی ریاست گویا اس کی ناز پروردہ اور سدھائی ہوئی ہے۔ انجمن اقوام متحدہ امریکہ کے اشارے پر ناچ رہی ہے۔ امریکہ خود سب سے بڑا دہشت گرد ہے مگر دھونس دھاندلی سے جسے چاہتا ہے دہشت گرد قرار دے دیتا ہے۔ اس کی متعصبانہ فطرت کسی نہ کسی مسلمان ملک کو اپنی دہشت گردی کا شکار بنائے رکھتی ہے۔ ہمارا جرم **ضعیفی دیکھیے**! ہم کھل کے اپنے دشمن کو بھی دشمن نہیں کہہ سکتے۔ وہ ہم پر اور ظلم کرتا ہے، ہم اسے اور مہربان کہتے ہیں۔ وہ ہمیں مارنے کی تیاری کرتا ہے ہم اسے بھی اس کا اندازِ معشوقانہ سمجھتے ہیں۔ ہمارے ہاں عموماً حزبِ اقتدار اور حزبِ اختلاف دونوں امریکہ کو اپنا حاجت روا سمجھتے آئے ہیں اور اس کے ہلکے سے تبسم کو اپنی کامیابی کی علامت سمجھتے رہے ہیں لہٰذا اسے کسی قیمت پر بھی ناراض نہیں کرنا چاہتے۔ ہم تو ہم ہیں، ہم سے زیادہ حرم کے پاسبانوں نے اُسے سر چڑھا رکھا ہے۔ وہ اسلام دشمنی کی وجہ سے یہود کی طرح قادیانیت کی پرورش بھی کرتا ہے۔ امریکی دباؤ کے تحت ہم نے قادیانیوں کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ وہ ملکی قوانین کی دھجیاں اڑائیں یا آئینِ پاکستان کی بے حرمتی کریں، ہم اُنھیں کچھ نہیں کہہ سکتے۔ وہ ہمارے ایٹمی پروگرام کے خلاف پروپیگنڈا کریں، ہمارے راز دشمنوں تک پہنچائیں، وطنِ عزیز میں اپنا لٹریچر پھیلائیں، ہمارے دینِ متین کے خلاف ہرزہ سرائی کریں۔ ہم اس لیے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ وہ امریکہ کے منظورِ نظر ہیں۔ مرزائی یورپ، افریقہ، امریکہ اور دوسرے براعظموں ہی میں نہیں، مسلمان ملکوں میں بھی بیسیوں مشنز کے ذریعے قرآن پاک کے غلط ترجمے اور اسلام کا معاذ اللہ قادیانی ایڈیشن عام کر رہے ہیں اور خود وطن پاک بھی ان کے مکروہ منصوبوں کی زد میں ہے، کیوں؟ اس لیے کہ ہم بیدار نہیں، **کاش**! ہم بھی بیدار ہوں اور اتحاد و تنظیم سے دشمنوں کی سازشوں کا جواب دیں۔

ختم نبوت

شیخ الحدیث والتفسیر پیر سائیں غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما کان محمد ابآ احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبین و کان اللہ بکل شیء علیماً o

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے باپ بھی نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے (احزاب:۴۰)

حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا منہ بولا بیٹا سمجھ کر زید بن محمد کہا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے منہ بولا بیٹا بنانے سے منع فرمادیا۔ چنانچہ قرآن شریف میں اس کی تصریح موجود ہے کہ

وما جعل ادعیائکم ابنائکم ذلکم قولکم بافواھکم

یعنی اللہ نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارے فرزند نہیں بنایا، یہ صرف تمہارے منہ کی باتیں ہیں۔

ادعوھم لاٰبائھم یعنی انہیں ان کے اپنے باپوں کے نام سے پکارا کرو۔ (احزاب:۴،۵)

جب حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دے دی تو اس مسئلہ کی وضاحت کے لئے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو حکم دیا کہ حضرت زینب سے نکاح فرمائیں۔ اس نکاح کا ذکر زوجنکھا (احزاب:۳۷) میں موجود ہے۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا تو لوگوں نے کہنا شروع کردیا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے اپنی بہو سے نکاح کرلیا ہے۔ اس موقع پر یہ آیت ختم نبوت نازل ہوئی۔ اس آیت کے چار حصے ہیں:

(۱) محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ بھی نہیں ہیں۔ (۲) لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں۔ (۳) وہ آخری نبی ہیں۔ (۴) اللہ ہر چیز سے باخبر ہے۔ پہلے حصے میں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ والے مسئلے کی وضاحت کردی گئی ہے۔ سابقہ انبیاء علیہم السلام میں اکثر ایسا ہوتا رہا ہے کہ باپ کے بعد اس کا بیٹا نبی ہوا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کسی بیٹے کو جوانی تک نہیں پہنچایا تاکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد اجرائے نبوت کے وہم کی بھی نفی ہوجائے اور منہ بولے بیٹے سے بھی اجرائے نبوت کی غلط فہمی جنم نہ لے سکے۔ حدیث شریف میں یہاں تک وضاحت موجود ہے کہ حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

لو قضی ان یکون بعد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نبی عاش ابنہ ولکن لانبی بعدہ

ترجمہ: اگر محمد کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد نبی آنا ہوتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (بخاری شریف حدیث ۶۱۹۴، ابن ماجہ حدیث:۱۵۱۰)

لکن کا لفظ سابقہ کلام سے پیدا ہونے والی غلط فہمی کا ازالہ کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ کسی مرد کا باپ نہ ہونے سے یہ غلط فہمی پیدا ہو سکتی تھی کہ شاید آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کسی کے روحانی باپ بھی نہیں ہیں۔ دوسرے حصے میں لکن کے ذریعے اس وہم کا ازالہ کردیا گیا ہے اور رسول اللہ کہہ کر روحانی باپ ہونے کی وضاحت کردی گئی ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد چونکہ کسی نبی نے نہیں آنا جو آکر ان مسائل کی وضاحت کرے گا یا عملی نمونہ پیش کرے گا لہٰذا

تیسرے حصے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آخری نبی ہونے کی تصریح کر دی گئی ہے۔ گویا آخری نبی ہونے کے ناطے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذمہ داری ہے کہ امت کی راہنمائی کے لئے زندگی کا کوئی گوشہ تشنۂ تعمیل نہ چھوڑا جائے اور ہر خدائی حکم پر عمل کر کے دکھا دیا جائے۔

چوتھے حصے میں نکاح کے مذکورہ بالا مسئلے کی حکمت اور مصلحت کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ باخبر ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آخری نبی ہونے کی وجہ سے عملی نمونہ پیش کرنا ضروری تھا۔ نیز اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ آخری نبی بنائے جانے کے لائق کون سی ہستی ہے۔ تقریباً یہ ساری بحث تفسیر کبیر جلد ۹ صفحہ ۱۷۱ پر بھی موجود ہے اور دوسرے بہت سے مفسرین نے بھی مختصراً یہی بات بیان فرمائی ہے۔

خاتم (ت کے زبر کے ساتھ) اور خاتِم (ت کے زیر کے ساتھ) دونوں قرأتیں منقول ہیں (بغوی جلد ۳ صفحہ ۵۳۳)۔ قاعدہ یہ ہے کہ مختلف قرأتوں کی صورت میں مفہوم ایک ہی رہنا چاہیے۔ خاتم (ت کی زبر کے ساتھ) کے کئی لغوی معنی ہیں۔ مثلاً آخری، مہر، انگوٹھی، گھوڑے کے پاؤں کی سفیدی وغیرہ۔ ان میں سے "آخری" والا معنی خاتِم (ت کی زیر کے ساتھ) سے مطابقت رکھتا ہے۔ گویا دوسری قرأت نے خاتم کا معنی باندھ کر دکھا دیا اور فضول ہیرا پھیری کے تمام راستے بند کر دیے۔

ختم نبوت پر مزید قرآنی آیات: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رسالت پوری کائنات کیلئے ہے۔ کوئی علاقہ اور کوئی قوم رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پہنچ سے باہر نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً** یعنی فرمادیں اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں (الاعراف: ۱۵۸)۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعلیمات کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ علم و ہنر اور رشد و ہدایت کا کوئی گوشہ اس معلم کتاب وحکمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فیض سے محروم نہیں۔ سیاست و معیشت، اخلاق و معاشرت، سائنس و طب، تعلیم و اصلاح وغیرہ کے تمام پہلوؤں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مکمل راہنمائی فراہم کر دی ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تشریف لانے کے ساتھ ہی کاغذ کی ایجاد، ڈاک سسٹم کی ترویج اور آہستہ آہستہ مواصلاتی نظام کی بے پناہ ترقی سے پوری دنیا باہم مربوط ہو چکی ہے۔ جس سے ایک ہی پیغام کو عالمی سطح پر مشتہر کرنا بالکل آسان ہو چکا ہے۔ عالمگیر نبوت کا پیغام عالمی سطح تک پھیلانے کا یہ خدائی بندوبست ہے۔ سائنس کی یہ ترقی ختم نبوت کے ساتھ بڑا گہرا تعلق رکھتی ہے۔ پھر بھی جدید پیش آنے والے مسائل کو حل کرنے کے لیے قرآن وسنت کی روشنی میں اجتہاد واستنباط کا مکمل سسٹم جاری کر دیا گیا ہے۔ اس منصوبے کی قیامت تک کے لیے حتمی حیثیت کے پیش نظر اللہ کریم نے اعلان فرمادیا: **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا** (المائدہ: ۳) یعنی آج میں نے تمہاری خاطر تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

گویا اجتہاد کا قیامت تک کے لیے جاری ہو جانا بھی ختم نبوت کی بڑی واضح دلیل ہے۔ اس کے علاوہ کفار کے خلاف حتمی کارروائی کے طور پر جہاد کا حکم بھی ختم نبوت سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی کے بعد کسی دوسری آسمانی تعلیم کا ذکر نہیں کیا گیا، بلکہ اس کے بعد قیامت کا ذکر کیا گیا ہے۔ فرمایا: **والذین یؤمنون بماانزل الیک وما انزل من قبلک و بالاخرۃ ھم یوقنون** (البقرہ: ۴) یعنی متقی وہ ہیں جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر نازل ہونے والے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے پہلے نازل ہونے والے پر ایمان رکھتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

اس آیت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے پہلے نازل ہونے والی آسمانی وحی کا بھی ذکر ہے اور خود آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر

نازل ہونے والی آسمانی وحی کا بھی ذکر ہے۔ لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد میں نازل ہونے والے آسمانی احکام کی بجائے فرمایا: وبالاٰخرۃ ھم یوقنون یعنی وہ آخرت پر پورا یقین رکھتے ہیں۔ پورا قرآن پڑھ کر دیکھ لیجئے آخرت اور یوم آخرت کے الفاظ قیامت کے معنی میں ہی استعمال ہوتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ اب قیامت تک کے لیے نبوت اور وحی نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔

ختم نبوت پر احادیث: یہ گزارش اچھی طرح یاد رکھیے کہ قرآن کے معانی ومفاہیم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی احادیث کی روشنی میں ہی معلوم کیے جاسکتے ہیں۔ ہر زبان میں ایک ایک لفظ کے کئی کئی معانی ہوا کرتے ہیں۔ عربی زبان میں یہ احتمال اور بھی زیادہ موجود ہے۔ خصوصاً قرآن میں تو زبردست احتمالات ہوا کرتے ہیں۔ مثلاً: صلوۃ، زکوۃ، صوم اور حج وغیرہ کے لفظی معنی بالترتیب رحمت، پاکیزگی، رکنا اور غلبہ کے ہیں۔ اب یہ الفاظ بول کر اللہ تعالیٰ نے کیا کہنا چاہا ہے؟ اس بات کا فیصلہ لغت (Dictionary) نہیں دے سکتی۔ یہ فیصلہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشادات سے ہی ہوسکتا ہے۔ اس لیے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس کتاب کے معلم ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم (النحل:۴۴) یعنی ہم نے یہ قرآن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر اس لیے نازل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لوگوں کو اس کی وضاحت کریں جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے۔ یہ ایمان اور نصیب کا ایسا موڑ ہے کہ اگر سوچ کا سٹیرنگ حدیث کو چھوڑ کر صرف لغت کی طرف مڑ گیا تو وہ زمانہ در زمانہ اور علاقہ در علاقہ بدلتی رہنے والی لغت کے سنگلاخ جنگلوں میں بھٹک گیا اور اگر کسی کی سوچ کا رخ حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف ہوگیا تو اسے ایک فیصلہ کن چیز (یعنی حکمت) ہاتھ آگئی اور وہ قرآن کے حقیقی معنی اور منشائے خداوندی سے آگاہ ہوگیا۔ اس انتباہ کے بعد مندرجہ ذیل احادیث کا مطالعہ کیجئے:

حدیث نمبر 1)- **کانت بنواسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون قالوا فما ذاتامرنا یا رسول اللہ قال فوا ببیعۃ الاول فالاول اعطوا حقھم فان اللہ سائلھم عما استرعاھم**

(مسلم حدیث:۴۷۷۳، بخاری حدیث ۳۴۵۵، ابن ماجہ حدیث:۲۸۷۱)۔

ترجمہ:۔ بنی اسرائیل میں لوگوں کی اصلاح کا کام انبیاء کے ذمے تھا۔ ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آجاتا تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ بلکہ اب خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! پھر ہمارے لیے کیا حکم ہے۔ فرمایا پہلے کی بیعت نبھاؤ بس پہلے کی بیعت نبھاؤ۔ تم ان کا حق ادا کرتے رہو۔ اللہ ان سے ان کی رعایا کے بارے میں خود پوچھ لے گا۔

اس حدیث میں ختم نبوت کی وضاحت چار طرح سے کر دی گئی ہے۔

(ا) بنی اسرائیل کے پے در پے آنے والے انبیا کرام کی بجائے لانبی بعدی کے الفاظ فرمائے گئے۔ اس سے ظل اور بروز وغیرہ کی جڑ کٹ گئی۔

(ب) کثرت سے خلفاء کا ہونا بھی اس بات کو واضح کر رہا ہے کہ خلفاء سے مراد انبیاء نہیں ہیں۔ ورنہ چودہ سو سال میں کثرت سے انبیاء آچکے ہوتے۔

(ج) ''پہلے خلیفہ کی بیعت نبھائے'' کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ ایک ہی شخص کئی خلفاء کا زمانہ پائے گا۔ خلفاء کا یہ سلسلہ بھی ختم نبوت میں کسی ظلی اور بروزی رخنہ اندازی کی اجازت نہیں دیتا۔

(د) تم ان کا حق ادا کرتے رہو۔ اللہ ان سے ان کی رعایا کے بارے میں خود پوچھ لے گا۔ ان الفاظ سے معلوم ہوا کہ ان خلفاء سے خطا کے سرزد ہونے کا امکان ہوگا اور وہ معصوم نہیں ہوں گے اور جو معصوم نہ ہو وہ نبی نہیں ہوتا۔

(حدیث نمبر 2) **ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنیٰ بیتاً فاحسنہ و اجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ ویتعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین** (مسلم حدیث:۵۹۶۱، بخاری شریف

حدیث:(۳۵۳۵)

ترجمہ:میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی نے حسین وجمیل محل بنایا ہوگر کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی ہو۔لوگ آکر اس محل میں گھوم پھر کر دیکھتے ہیں اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ کی جگہ کیوں خالی ہے۔بس میں وہ آخری اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

(حدیث نمبر3)سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔

(ترمذی حدیث:۲۲۱۹،بخاری حدیث:۳۶۰۹،مسلم شریف حدیث:۷۳۴۲)

ترجمہ:میری امت میں تیس جھوٹے شخص ہوں گے،ان میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا۔حالانکہ میں آخری نبی ہوں،میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(حدیث نمبر4)ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (ترمذی حدیث:۲۲۷۲،مسند احمد حدیث:۱۳۸۳۱)

ترجمہ:بلا شبہ رسالت اور نبوت دونوں منقطع ہو چکی ہیں۔اب میرے بعد نہ تو کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی۔

(حدیث نمبر5)بعثت انا والساعة کهاتین (مسلم حدیث:۷۴۰۴،بخاری شریف حدیث:۶۵۰۴،ترمذی حدیث:۲۲۱۴)

ترجمہ:میں اور قیامت دو انگلیوں کی طرح جڑے ہوئے ہیں(یعنی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں)۔

(حدیث نمبر6)انا العاقب والعاقب الذی لیس بعده نبی وفی روایة لیس بعده احد(مسلم حدیث:۶۱۰۵،بخاری:۳۵۳۲،ترمذی:۲۸۴۰)

ترجمہ:میں عاقب ہوں،اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو،ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد ایک بھی نہ ہو۔

(حدیث نمبر7)اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لانبی بعدی

(مسلم حدیث:۶۲۱۸،بخاری حدیث:۴۴۱۶،ابن ماجہ حدیث:۱۲۱،۱۱۵)۔

ترجمہ اے علی!کیا آپ خوش نہیں کہ آپ میرے وہی کچھ لگتے ہیں جو موسیٰ کے ہارون لگتے تھے۔فرق صرف یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

(حدیث نمبر8)لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب(ترمذی حدیث:۳۶۸۶،مستدرک حاکم حدیث:۴۴۹۵)۔

ترجمہ:۔اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتا۔

ان احادیث میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مثالیں دے دے کر اور الفاظ پھیر پھیر کر ختم نبوت کی وضاحت کی حد کر دی ہے۔

آپ ان احادیث کا دوبارہ مطالعہ کر لیجئے۔آخر اس سے بڑھ کر کون سے الفاظ کا استعمال کیا جاتا جس سے منکرین ختم نبوت کی تشفی ہوتی ؟نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کہیں فرمایا''پے در پے انبیاء کی بجائے اب خلفاء ہوں گے'' کہیں فرمایا:''انبیاء کے محل کی آخری اینٹ میں ہوں'' کہیں فرمایا''لا نبی بعدی'' کہیں فرمایا''نبوت ختم ہو گئی'' کہیں فرمایا''میں اور قیامت دو انگلیوں کی طرح جڑے ہوئے ہیں'' کہیں فرمایا''میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد ایک نبی بھی نہ ہو'' کہیں سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے حوالے سے ماتحت اور ظلی و بروزی نبوت کی نفی کر دی۔ کہیں یہاں تک وضاحت کر دی کہ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتا''۔

ان تمام احادیث میں لفظ''خاتم'' کی ایسی زبردست وضاحت کر دی گئی ہے کہ ایک بد دماغ شخص کا دماغ بھی ٹھکانے پر آجائے۔اس سے پہلے آپ خاتم کی دو قرأتوں کی بحث بھی پڑھ چکے ہیں۔

دنیا بھر کے مفسرین نے اس آیت کے تحت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کیا ہے اور اس مسئلے پر پوری امت کا اجماع

اور اتفاق چلا آرہا ہے۔ ہمارے عقائد کی مشہور درسی کتاب شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے کہ: ثبت انه آخر الانبیاء یعنی ثابت ہو گیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آخری نبی ہیں (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۳۸)۔ خاتم النبیین کی وضاحت کرتے ہوئے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اجتمعت الامة علیٰ حمل هٰذا الکلام علیٰ ظاهره وان مفهومه المراد به دون تاویل ولا تخصیص یعنی پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کے الفاظ اپنے ظاہر پر محمول ہیں اور ان میں کسی قسم کی تاویل اور تخصیص جائز نہیں (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۲۴۷)۔ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ پوری امت کی کتابوں کا جائزہ لینے کے بعد فیصلہ لکھتے ہیں کہ: دعوی النبوة بعد نبینا صلی الله تعالیٰ علیه واله وسلم کفر بالاجماع یعنی ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے اور اس پر پوری امت کا اجماع واتفاق ہے (شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۶۴)۔

جس قوم کے پاس ختم نبوت پر دلائل کا اس قدر ذخیرہ موجود ہو وہ یقیناً اس عقیدے کو اختیار کرنے میں حق بجانب ہے۔ اور وہ اس موضوع پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرخرو ہے۔

مرزا قادیانی کا اپنا بیان: ۔مرزا قادیانی لکھتا ہے "میں نبوت کا مدعی نہیں، بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں" آسمانی فیصلہ صفحہ ۳)۔

حیات مسیح علیہ السلام: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم سمیت آسمان پر اٹھائے جانا اور قیامت کی نشانی کے طور پر آسمان سے نازل ہونا قطعی دلائل سے ثابت ہے۔ ختم نبوت کی وضاحت کرتے ہوئے تمام مفسرین نے بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ختم نبوت کے منافی نہیں۔

مدارک، خازن، بیضاوی، تفسیرات احمدیہ اور مظہری وغیرہ میں اس مسئلے کو تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے۔ مثلاً تفسیر مدارک کے الفاظ یہ ہیں: لا ینباء احد بعده و عیسیٰ ممن نبی قبله آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد کوئی نبی بنایا نہیں جائے گا جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان میں سے ہیں جو آپ سے پہلے نبی بنا دیے گئے ہیں۔

تفسیر بیضاوی کے الفاظ یہ ہیں: ولا یقدح فیه نزول عیسیٰ بعده لانه اذا نزل کان علیٰ دینه مع ان المراد منی انه آخر من نبی یعنی نزول عیسیٰ ختم نبوت کے خلاف نہیں اس لئے کہ جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر عمل کریں گے، اس کے علاوہ آخری نبی ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سب سے آخر میں نبی بنائے گئے ہیں (بیضاوی جلد ۲ صفحہ ۲۴۷)۔

تفسیر مظہری کے الفاظ یہ ہیں: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔ اس لیے کہ جب وہ نازل ہوں گے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شریعت پر چلیں گے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ ان کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے پہلے نبوت مل چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانی خبروں کا سلسلہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ختم کر دیا ہے۔ لیکن کسی سابق نبی کا باقی رہنا ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔ (مظہری جلد ۷ صفحہ ۳۵۱)۔

ہاں البتہ جس طرح مرزا قادیانی کی ایک نئی شخصیت نے کھڑے ہو کر نبوت اور مسیحیت کا دعویٰ کر دیا ہے، یہ ضرور ختم نبوت کے تمام اعلانات کے منافی ہے۔ اب آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قیامت کی نشانی کے طور پر جسم سمیت واپس آنے کا ختم نبوت کے ساتھ ایک گہرا رشتہ ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا اس آیت سے ثابت ہے: وماقتلوه یقیناً بل رفعه الله الیه وکان الله عزیزاً حکیماً وان من اهل الکتٰب الا لیؤمنن به قبل موته ویوم القیٰمة یکون علیهم شهیداً (النساء: ۱۵۷، ۱۵۹)۔

ترجمہ:۔اسے یہودیوں نے یقیناً قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔تمام اہل کتاب اس کی موت سے پہلے پہلے اس پر ایمان لائیں گے اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔

یہاں قادیانی ایک سوال اٹھایا کرتے ہیں کہ اس آیت میں آسمان کا لفظ کہیں موجود نہیں۔اس کا جواب یہ ہے کہ ''اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا'' سے مراد آسمان پر اٹھانا ہی ہے۔ویسے تو اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے لیکن اس کی سلطنت کا ظہور کامل آسمانوں میں ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ خود کا آسمانوں میں ہونا بیان فرماتا ہے(تفسیر جامع البیان میں ہے:لان السماء محل ظهور سلطانه:صفحہ۵۲)۔یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو معراج کے لیے آسمان پر لے جایا گیا،ورنہ اللہ تعالیٰ تو زمین پر بھی موجود تھا۔قرآن پڑھیے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:ءامنتم من فی السماء ان يخسف بكم الارض فاذا هی تمور (ملک:۱۶)۔اس آیت کا ترجمہ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین نے اس طرح کیا ہے:

''کیا آسمان میں رہنے والی ہستی سے تم اس بات سے امن میں آگئے ہو کہ وہ تم کو دنیا میں ذلیل کرے(ترجمہ مرزا بشیر الدین)۔

یہاں مرزا بشیر الدین نے اللہ تعالیٰ کو صاف طور پر آسمان میں رہنے والی ہستی قرار دیا ہے۔اس سے اگلی آیت میں بھی ءامنتم من فی السماء کے الفاظ موجود ہیں۔اور مرزا بشیر الدین نے وہاں بھی یہی ترجمہ کیا ہے۔

حدیث شریف میں بھی یہی ہے کہ جو زمین پر ہیں تم ان پر رحم کرو اور جو آسمان پر ہے وہ تم پر رحم کرے گا(ابوداود حدیث:۴۹۴۱،ترمذی حدیث:۱۹۲۴،مسند احمد حدیث:۶۵۰۱)۔

مرزا قادیانی خود بھی لکھتا ہے کہ رافعک الی کے یہ معنی ہیں کہ جب عیسیٰ فوت ہوئے تو ان کی روح آسمان پر اٹھائی گئی(ازالہ اوہام صفحہ۲۲)۔

اب بتائیے کہ مرزا قادیانی نے آسمان کا لفظ کہاں سے نکالا۔اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح کو آسمان پر کیسے پہنچا دیا۔جو آپ کا جواب ہوگا وہی ہمارا جواب ہے۔

صحیح اور سیدھا طریقہ یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر کرتے وقت اس قسم کی ہیرا پھیری کی بجائے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ان احادیث کی طرف رجوع کیا جائے جو خالص اسی موضوع پر وارد ہوئی ہیں۔اس آیت کی تشریح احادیث میں اس طرح بیان ہوئی ہے۔

(۱)۔نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ان عيسى لم يمت و انه راجع اليكم قبل يوم القيمة

یعنی عیسیٰ نہیں مرے بلکہ وہ قیامت سے پہلے پہلے تمہاری طرف واپس آنے والے ہیں(ابن جریر جلد۳ جز۳ صفحہ۳۵۵،درمنثور جلد۲ صفحہ۳۶،ابن کثیر جلد۱ صفحہ۵۰۵)۔

(۲)حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کا واقعہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ:جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ اسلام کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ فرمایا تو عیسیٰ علیہ اسلام اپنے گھر کے چشمے پر نہا کر گھر سے نکلے۔آپ کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔باہر بارہ حواری موجود تھے۔آپ نے فرمایا تم میں سے کون چاہتا ہے کہ میری جگہ قتل کیا جائے اور درجہ میں میرے ساتھ رہے۔اس پر ایک نوجوان کھڑا ہو گیا اور خود کو اس کام کیلئے پیش کر دیا۔عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور پھر عیسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ وہی فرمایا۔پھر وہی نوجوان کھڑا ہو گیا اور عرض کیا کہ میں حاضر ہوں عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پھر تو ہی وہ شخص ہے۔اس کے فوراً بعد اس پر عیسیٰ علیہ السلام کی صورت ڈال دی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام مکان کے روشندان سے آسمان پر اٹھا لیے گئے۔

یہودی عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کے لیے گھر میں داخل ہوئے اور اس حواری کو عیسیٰ سمجھ کر گرفتار کر لیا اور قتل کر کے صلیب پر لگا دیا۔ابن کثیر

فرماتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے اور بہت سے سلف سے اسی طرح مروی ہے (مصنف ابن ابی شیبہ جلد 8 صفحہ ۶۱ ۴، تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۷۸۹) مفہو ماً یہی بات ابن جریر میں اختصار کے ساتھ موجود ہے (ابن جریر جلد ۴ ج ۶ صفحہ ۱۸، ۱۹)۔

(۳)۔ اللہ کی قسم تم میں عیسی ابن مریم ضرور نازل ہوگا، حکومت کرے گا، عدل کرے گا، صلیب کو توڑ دے اور خنزیر کو قتل کرے گا (یعنی صلیب پرستی اور خنزیر خوری ختم ہو جائے گی) جنگ بند کرے گا (یعنی امن عامہ کی وجہ سے جنگ کی ضرورت ہی نہ رہے گی) دولت اس قدر بہائے گا کہ اسے کوئی بھی قبول نہ کرے گا۔ نوبت یہاں تک آ جائے گی کہ لوگ ایک سجدہ کرنا دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر سمجھیں گے۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو **وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته و يوم القيمة يكون عليهم شهيدا** کہ تمام اہل کتاب اس کی موت سے پہلے پہلے اس پر ایمان لائیں گے اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا (بخاری حدیث: ۳۴۴۸، مسلم حدیث: ۳۸۹، ترمذی ۲۲۳۳)

(۳)۔ اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیجے گا۔ وہ دمشق کے مشرقی سفید مینار کے پاس نازل ہوگا۔ اس نے دو زرد چادریں اوڑھی ہوں گی۔ دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوں گے۔ جب اپنے سر کو جھکائے گا تو اس میں سے قطرے ٹپکیں گے اور جب سر اٹھائے گا تو جواہرات جیسے موتی گریں گے۔ اس کے سانس کی ہوا جس کافر تک پہنچے گی وہ مر جائے گا۔ وہ دجال کو لد کے دروازے کے پاس پکڑ کر قتل کر دے گا (مسلم حدیث: ۷۳۷۳، ابوداؤد حدیث: ۴۳۲۱، ترمذی حدیث: ۲۲۴۰، ابن ماجہ حدیث: ۴۰۷۵)۔ واضح رہے کہ لد آج کل اسرائیل کی ایک ائرپورٹ کا نام ہے۔

(۴)۔ **ينزل اخي ابن مريم من السماء** یعنی میرا بھائی ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا (کنز العمال ۷/ ۲۶۸، مجمع الزوائد ۷/ ۳۴۹ حدیث: ۱۲۵۴۳)۔

(۵)۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ قادسیہ کے حاکم تھے۔ انہوں نے حضرت نضلہ بن معاویہ انصاری کو تین سو سوار دے کر حلوان عراق کی طرف مال غنیمت لوٹنے کیلئے بھیجا۔ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو کر واپس آ رہے تھے کہ راستے میں عصر کی نماز کیلئے اذان دی۔ جب وہ اذان کہنے لگے تو اچانک حلوان کے پہاڑوں میں سے اذان کا جواب سنائی دینے لگا۔ جب نضلہ اذان سے فارغ ہوئے تو سب لوگ کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ اللہ تجھ پر رحم کرے، تو جو کوئی بھی ہے ہمارے سامنے آ کر اپنی صورت دکھا۔ کیونکہ یہ لشکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھیجا ہوا ہے۔ اس پر ایک شخص کا سر پہاڑ کے شگاف سے ظاہر ہوا۔ اس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے اور اس نے اون کے دو پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اس نے سامنے آ کر سلام کیا اور لوگوں نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ لوگوں نے پوچھا تو کون ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میرا نام زریت بن برتملا ہے۔ میں اللہ کے نیک بندے عیسیٰ ابن مریم کا وصی ہوں۔ انہوں نے مجھے اس پہاڑ میں ٹھہرایا ہے اور میرے لیے آسمان سے نازل ہونے کے وقت تک زندہ رہنے کی دعا فرمائی ہے۔ میری طرف سے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو سلام کہنا اور اسے میری طرف سے بتا دیا کہ قیامت قریب ہے۔ اس کے بعد وہ غائب ہو گیا اور لوگ اسے نہ دیکھ سکے۔ پھر نضلہ نے یہ سارا واقعہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا اور انہوں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے جواب میں حضرت سعد کو لکھا کہ آپ بھی مہاجرین و انصار کی ایک جماعت لے کر اس پہاڑ پر جائیں اور اگر زریت بن برتملا سے ملاقات ہو جائے تو میری طرف سے انہیں سلام کہیں۔ چنانچہ حضرت سعد چار ہزار مہاجرین و انصار کو لے کر اس پہاڑ پر گئے اور چالیس دن تک ہر نماز کے لیے اذان پڑھتے رہے مگر انہیں کوئی جواب یا آواز سنائی نہ دی (فتوحات مکیہ جلد ۱، ازالۃ الخفا جلد ۲ صفحہ ۱۶۷۔۸) شیخ اکبر قدس سرہ اپنے کشف کے ذریعے فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

ردِ عیسائیت اور حیات مسیح علیہ السلام: عیسائیوں نے جب کبھی اسلامی تعلیمات پر کوئی اعتراض کیا تو اہل اسلام نے ہمیشہ ان کا منہ توڑ جواب

دیا۔حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے سامنے کسی عیسائی نے یہ سوال کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر موجود ہیں جبکہ آپ کے نبی زمین میں دفن ہیں۔ لہذا حضرت عیسیٰ علیہ اسلام آپ کے نبی سے افضل ہوئے۔آپ نے فرمایا اگر اس طرح اوپر جانے سے افضلیت ثابت ہوتی ہو تو پھر پانی کا بلبلا موتیوں سے افضل ہونا چاہیے۔ کیونکہ بلبلا پانی کے اوپر رہتا ہے جبکہ موتی پانی کی تہ میں بیٹھا ہوتا ہے۔ عیسائی نے یہ سوال ایک شعر کی صورت میں کیا تھا۔اورشاہ صاحب نے اس کا جواب بھی شعر میں ہی دیا تھا۔ دونوں شعر ملاحظہ کیجئے:

(سوال) کسے بگفت کہ عیسیٰ زمصطفیٰ اعلیٰ است کہ ایں بزیرزمیں دفن وآں باوج سما است

جواب بگفتم کہ نہ این حجت قوی باشد حباب برسر آب وگوہر تہ دریا است

مرزا قادیانی کوشروع شروع میں عیسائیت کے رد کا بہت شوق تھا لیکن ایسے کاموں کیلئے لیاقت اور مستقل مزاجی کی ضرورت ہوتی ہے۔مرزا قادیانی سے جب عیسائیوں کے اس قسم کے اعتراضات کے جواب نہ بن سکے تو چاہیے تو یہ تھا کہ وہ وقت کے علماء اور مشائخ کی طرف رجوع کرتا اور ان سے رہنمائی لیتا لیکن مرزا قادیانی نے اس کے برعکس یہ ترکیب نکالی کہ حیات مسیح علیہ السلام کا سرے سے انکار کردیا جائے۔ نہ بجے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔ چنانچہ خود اپنی کتاب کشتی نوح میں یوں لکھتا ہے: خوب یاد رکھو بجز موت مسیح صلیبی عقیدہ (عیسائیت) پر موت نہیں آسکتی (کشتی نوح صفحہ ۲۵)

لیکن مرزا قادیانی ان حقائق کو بھول گئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام باپ کے بغیر پیدا ہوئے تھے (سورہ مریم وغیرہ) اور اللہ نے ان کا نام روح اللہ اور کلمۃ اللہ رکھا ہے (آل عمران) وہ اپنے ہاتھ سے مٹی کے پرندے بنا کران میں پھونک مارتے تھے تو وہ اصلی پرندہ بن جاتا تھا۔ وہ بیماروں کو شفا دیتے اور مردوں کو زندہ کردیتے تھے (آل عمران)۔ کیا یہ سب باتیں عیسائیت کے ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدائی کو تقویت نہیں دے رہیں؟ کیا آپ ان تمام حقائق کا انکار محض اس لیے کردیں گے کہ ان سے عیسائیت کو تقویت مل رہی ہے؟ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے خاندان کے حوالے سے پوری پوری سورتیں موجود ہیں (آل عمران، مائدہ اور مریم)۔ کیا ان سب کو بھی عیسائی دشمنی میں آکر قرآن سے نکال باہر کریں گے؟

ایک سوال یہ بھی ہے کہ کیا مرزا قادیانی نے وفات کا شوشا چھوڑ کر عیسائیوں کو مطمئن کردیا ہے؟ کیا واقعی صلیبی عقیدے پر موت طاری کردی گئی ہے؟ ہم دیکھتے ہیں کہ آج بھی عیسائی لوگ قادیانیت کو قبول کرنے کی بجائے دھڑا دھڑ اسلام کو قبول کرتے جارہے ہیں۔ اور مسلمانوں کا حیات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ اس کام میں رکاوٹ نہیں ڈال رہا۔ بلکہ زبردست مددگار ثابت ہورہا ہے۔ جب انہیں معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے قائل ہیں اور اسلام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزت وآبرو موجود ہے تو ان کا دل اسلام کے لیے خود بخود نرم ہوجاتا ہے۔ اور خدا گواہ ہے کہ ہم یہ بات محض ہوائی اور بے بنیاد نہیں کررہے بلکہ ہم نے خود عیسائیوں سے گفتگو کی ہے اور اپنے ذاتی تجربے کی بنیاد پر بات عرض کررہے ہیں۔

آج تک عیسائیوں نے حیات مسیح سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمانوں کو کبھی نقصان نہیں پہنچایا۔ یہ شوشا قادیانیوں نے خود چھوڑ رکھا ہے اور عیسائیوں کی مخالفت کا ڈھونگ رچائے بیٹھے ہیں۔ کسی عیسائی نے جو شعر فارسی زبان میں کہا تھا، قادیانی وہی بات اردو کے اس شعر میں کہتا ہے:

غیرت کی جاہے عیسیٰ زندہ ہو آسماں پر مدفون ہو زمیں میں شاہ جہاں ہمارا

اس شعر کے لکھنے والوں نے یہ بھی نہیں سوچا کہ وہ اس شعر سے عیسائیت کی تردید کررہے ہیں یا تائید؟ قادیانیوں کے اس عیسائی نما شعر کا ہم یوں جواب دیتے ہیں:

افضل ہے آسماں سے وہ سرزمین طیبہ مدفون ہے جہاں پر شاہ جہاں ہمارا

یہ شعر بھی میں نے پوری ذمہ داری سے لکھا ہے۔اس امر پر پوری امت کا اجماع ہے کہ آج جس جگہ سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جسم اطہر چھو رہا ہے وہ جگہ عرش عظیم سے بھی افضل ہے۔

کاش مرزا قادیانی عیسائیت کی تردید کے لئے گھر سے نکلنے سے پہلے وسیع مطالعہ اور مکمل تیاری کر لیتا۔

عیسائیوں کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود نے پھانسی پر لٹکا دیا اور ان کی موت واقع ہو گئی۔ یہ پورا واقعہ انجیل میں درج ہے۔

دوسری طرف یہودی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی پر لٹکا کر انہیں موت کے گھاٹ اتار دینے کے دعویدار ہیں۔

یہاں قادیانی بھی یہودیوں اور عیسائیوں کے ہمنوا ہیں۔ قادیانی بھی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی پر لٹکایا گیا مگر ہوا یہ کہ ان کی موت واقع نہیں ہوئی، بلکہ وہ مردے کی طرح ہو گئے۔ بعد میں جب ہوش میں آئے تو چپکے سے کشمیر کی طرف بھاگ گئے۔ یہاں سری نگر میں ان کی وفات ہوئی اور وہ سری نگر کے محلہ خان یار میں دفن ہیں۔ قادیانیوں نے یہ سارا ڈھکوسلا عیسائیوں کی کتب اور آثار قدیمہ سے اخذ کرنے کی کوشش کی ہے۔اس کے برعکس قرآن کہتا ہے:

وما قتلوہ وما صلبوہ (النساء:۱۵۷) یعنی یہود نے عیسیٰ کو نہ تو قتل کیا نہ ہی پھانسی دی۔

واضح رہے کہ اس آیت میں قرآن نے قتل اور پھانسی دونوں کی نفی کی ہے۔ قتل کی واردات میں موت کا واقع ہونا ضروری ہوتا ہے جب کہ پھانسی کی واردات میں موت کا واقع ہو جانا ضروری نہیں ہوتا۔ آج کل کے ہوشیار وکیلوں نے جب پھانسی (Hang) کے لفظ میں پائی جانے والی اس گنجائش سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مجرموں کو تختہ دار سے زندہ نیچے اتروانا شروع کر دیا تو قانون دانوں کو مجبوراً صرف پھانسی کی بجائے موت تک پھانسی (Hang till death) کے الفاظ کا اضافہ کرنا پڑا۔اس کی وجہ یہی ہے کہ پھانسی میں موت کا مفہوم شامل نہ تھا۔ اسی وجہ سے قرآن نے بھی قتل کا لفظ الگ اور پھانسی کا لفظ الگ استعمال کیا ہے۔ یہاں سے صلیب پرستی کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ جب حضرت مسیح علیہ اسلام صلیب کے قریب بھی نہیں گئے تو تم کس غلط فہمی سے صلیب کی پوجا کرتے ہو؟ اسی عقیدہ مصلوبیت نے صلیب پرستی کو بنیاد فراہم کی تھی اور قادیانیوں نے صلیب توڑنے کی بجائے صلیب پرستی میں عیسائیوں کا ہاتھ بٹایا۔ آج اگر کوئی شخص صلیب کو توڑ کر دکھانا چاہتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ قرآنی الفاظ ماصلبوہ کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مطلق صلیب پر چڑھنے کی نفی کرے تاکہ صلیب کو متبرک سمجھ کر اس کی پوجا کرنے کی بنیاد ختم ہو جائے اور صلیب پرستی کا صفایا ہو جائے۔

چلیے سب کچھ چھوڑیے۔ آپ عیسائیوں کو نیچا دکھانا چاہتے ہیں؟ ذرا انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا ملاحظہ کر لیجیے۔ جس میں وہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کی خواہش فرما رہے ہیں۔ آپ کا رد عیسائیت کا شوق بھی پورا ہو جائے گا اور حیات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ بھی درست معلوم ہونے لگے گا۔ انصاف شرط ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا: انجیل برنباس کے الفاظ پڑھئے۔

UNWORTHY THOUGH I AM TO UNTIE HIS HOSEN I HAVE RECEIVED GRACE AND MERCY FROM GOD TO SEE HIM. (BARNABAS:97-1)

ترجمہ۔۔اگرچہ میں اس کے جوتے کا تسمہ کھولنے کے قابل بھی نہیں ہوں، میں نے اللہ سے اس بات کی عاجزانہ دعا کی جو اس نے قبول کر

لی کہ میں اس سے مل سکوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا قبول ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت اور قرآن کے مطابق فیصلے کریں گے (مسلم حدیث رقم: ۳۹۴)۔ وہ حج یا عمرہ کریں گے اور مکہ شریف سے مدینہ طیبہ تک سفر کریں گے (مسلم ۳۰۳۰)۔

مستدرک حاکم میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ لیھبطن عیسیٰ ابن مریم حکماً عدلاً واماماً مقسطاً ولیسلکن فجا حاجاً او معتمراً او بنیتھما ولیاء تین قبری حتیٰ یسلم علی ولاء ردن علیہ یعنی عیسیٰ ابن مریم ضرور برضرور نیچے اترے گا، حکومت کرے گا، عدل کرے گا، اور منصفانہ امامت کرے گا، اور حج یا عمرہ کے لیے ضرور سفر کرے گا، اور ضرور برضرور میری قبر پر آئے گا حتیٰ کہ مجھے سلام کہے گا اور میں ضرور برضرور جواب دوں گا۔ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اے میرے بھائی جب تم حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو دیکھو تو عرض کرنا کہ ابو ہریرہ آپ کو سلام پیش کرتا تھا۔ حاکم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (مستدرک حاکم حدیث رقم: ۴۲۱۴)۔

واضح رہے کہ مرزا قادیانی نے زندگی بھر حج کیا اور نہ عمرہ۔

پیر مہر علی شاہ گولڑوی اپنی کتاب سیف چشتیائی میں یہی حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

''ہم پیش گوئی کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا میں حاضر ہو کر سلام عرض کرنا اور جواب سلام سے مشرف ہونا، یہ نعمت قادیانی کو کبھی نصیب نہ ہوگی''۔ (سیف چشتیائی صفحہ ۱۰۸)۔

حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس پیش گوئی کے بعد مرزا قادیانی چھ سال زندہ رہا مگر پیر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس پیش گوئی کو غلط ثابت نہ کر سکا۔ اور حج و عمرہ کی سعادت سے بے نصیب رہا۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدینہ شریف میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روضہ اقدس میں دفن ہوں گے۔ اور قیامت کے روز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں ایک ہی روضے میں سے سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے بیچ میں سے اٹھیں گے (الوفا، صفحہ ۸۱۴)

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو سابق یہودی عالم تھے) فرماتے ہیں کہ تورات میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا ایک جگہ دفن ہونا لکھا ہوا ہے۔ ابو مودود فرماتے ہیں کہ آج بھی روضہ اقدس میں ایک قبر کی جگہ خالی ہے (ترمذی حدیث رقم: ۳۶۱۷)۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے تو مسلمانوں کا امیر انہیں نماز پڑھانے کی دعوت دے گا مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ نہیں، اس امت کے اپنے لوگ ہی اس امت کی امامت کا حق رکھتے ہیں، اللہ نے اس امت کو یہ اعزاز بخشا ہے (مسلم حدیث: ۳۹۵)۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ اے میری امت تمہاری شان اس وقت کیا ہوگی جب عیسیٰ ابن مریم تم میں نازل ہوگا اور امام میں سے ہوگا ۔(مسلم حدیث: ۳۹۲، بخاری: ۳۴۴۹)۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ: کیف انتم اذانزل عیسی ابن مریم من السماء فیکم واما مکم منکم ۔یعنی تمہاری شان اس وقت کیا ہوگی جب عیسیٰ ابن مریم تم میں آسمان سے نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا (بیہقی کتاب الاسماء والصفات صفحہ ۳۰۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے امتی ہونے کا شرف حاصل کرنے کے

لیے دوبارہ تشریف لانے میں نبی کریم کی جو شان پوشیدہ ہے۔ وہ ان تمام دلائل سے اچھی طرح واضح ہو رہی ہے اور اس میں امت مسلمہ کے لیے جو اعزاز پنہاں ہے اس پر ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

اللہ کریم جل شانہ کا ارشاد ہے: وانہ لعلم للساعۃ یعنی عیسی قیامت کی نشانی ہے (الزخرف:٦١)۔ اس آیت کی ایک قرات علم (ع اور ل کے زبر کے ساتھ) بھی ہے اور یہ قرات حضرت ابن عباس، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (بغوی جلد ۴ صفحہ ۱۴۳)۔ جس سے اس آیت کا مفہوم نکھر کر سامنے آ گیا ہے۔ اور حدیث شریف میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ اس آیت میں قیامت کی نشانی سے مراد حضرت عیسی علیہ اسلام کا نزول ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے مراد حضرت عیسی ابن مریم کی قیامت سے پہلے تشریف آوری ہے (مصنف ابن ابی شیبہ ۷/۴۶۱، مسند احمد حدیث:۲۹۲۴)۔

ظہور مہدی: حدیث شریف میں ہے کہ یہ امت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے۔ جس کے شروع میں میں ہوں، درمیان میں مہدی اور آخر میں عیسیٰ ہے (رزین، مشکوۃ حدیث:۶۲۸۷)۔

اس حدیث سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ حضرت عیسی علیہ السلام اور حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ جبکہ مرزا قادیانی کا دعوی یہ ہے کہ وہ خود عیسی بھی ہیں اور وہی مہدی بھی ہیں۔ دوسرے یہ معلوم ہوا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری اس امت کے لیے اعزاز ہی اعزاز ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مہدی میری عترت سے ہوگا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوگا (ابوداؤد حدیث:۴۲۸۴، ابن ماجہ حدیث:۴۰۸۶، شرح السنہ حدیث:۴۲۸۰)۔

اس حدیث میں حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آل میں سے ہونا صراحتاً مذکور ہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کے الفاظ تمام تاویلات بعیدہ کا دروازہ بند کر رہے ہیں اور مرزا قادیانی کے مغل (مرزا) ہونے کے وجہ سے ان کی مہدویت کو پاش پاش کر رہے ہیں۔

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے بیٹے حسن کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سید قرار دیا ہے۔ اس کی پشت میں سے ایک آدمی پیدا ہوگا جو نبی کریم کا ہم نام اور ہم اخلاق ہوگا مگر صورت مختلف ہوگی۔ وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا (ابوداؤد حدیث:۴۲۹۰)۔

قادیانی حضرات اپنے مرزا قادیانی کی مہدویت کو ثابت کرنے کیلئے حدیث کا ایک ٹکڑا " لا مھدی الا عیسیٰ " پڑھ دیا کرتے ہیں۔ یعنی عیسی کے سوا کوئی مہدی نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ پوری حدیث اس طرح ہے: لا تقوم الساعۃ الا علی شرار الناس و لا المھدی الا عیسی ابن مریم یعنی قیامت شریر ترین لوگوں پر قائم ہوگی اور اس وقت عیسی ابن مریم کے سوا کوئی ہدایت پر نہ ہوگا۔

اس مکمل حدیث کو پڑھنے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس حدیث میں مہدی کا لفظ عربی زبان کے لفظ کے طور پر اپنے لفظی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اور یہاں مہدی سے مراد امام مہدی نہیں ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ صفت کا حصر ذات میں جائز ہے جیسے لا الہ الا اللہ اور ذات کا حصر صفت میں بھی جائز ہے جیسے ما محمد الا رسول۔ مگر ذات کا حصر ذات میں یا صفت کا حصر صفت میں نہیں ہوا کرتا۔ مرزا قادیانی کا ذاتی نام غلام احمد ہے اور وہ مسیحیت اور مہدویت کی صفات سے متصف ہونے کا دعوی رکھتا ہے۔ اگر مسیحیت اور مہدویت دونوں اس کی صفات ہوں تو لا المھدی الا عیسی میں صفت کا حصر صفت میں لازم آئے گا اور یہ باطل ہے۔

شناخت: ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام مسیح ابن مریم اور عیسیٰ ابن مریم کی تصریح کے ساتھ آیا ہے۔ قیامت کے نزدیک نازل ہونے والے مسیح کو بھی احادیث میں وہی عیسیٰ ابن مریم یعنی "مریم کا بیٹا عیسیٰ" کے صاف الفاظ سے متعارف کرایا گیا ہے۔ مرزا قادیانی اپنے دعوے سے مسیح تو بن بیٹھے لیکن مریم کا بیٹا بن کے دکھانا مشکل ہوگیا۔ مرزا قادیانی اپنی اس مشکل کا حل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "استعارے کے رنگ میں مجھے مریم بنایا گیا، پھر مجھے حمل ہوا، پھر مجھ سے عیسیٰ پیدا ہوا، وہ پیدا ہونے والا عیسیٰ بھی میں خود ہی تھا، اس طرح میں علی ابن مریم ٹھہرا"
(کشتی نوح صفحہ ۶۸ تا ۶۹)۔

جب ان سے پوچھا گیا کہ احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول دمشق میں بتایا گیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ دمشق سے مراد قادیان ہے۔ جو دمشق سے مشابہت رکھتا ہے (حاشیہ ازالہ اوہام صفحہ ۶۳ تا ۷۳)۔

احادیث کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول سفید مینار کے پاس ہوگا۔ ان صاحب نے اس طرح کا مینار خود آکر قادیان میں تعمیر کرالیا اور خانہ پری مکمل کرلی۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ حدیث شریف کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو لد کے دروازے پر قتل کریں گے تو ان صاحب نے جواب دیا کہ لد سے مراد لدھیانہ ہے اور دجال کو قتل کرنے سے مراد مخالفین کو علمی طور پر شکست دینا ہے (الہدیٰ صفحہ ۹۱)۔

اور جب ان سے پوچھا گیا کہ قرآن شریف کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کا بیماروں کو شفا دینا اور مردوں کو زندہ کرنا ثابت ہے آپ بھی یہ سارے کام کر کے اپنی مسیحیت کو ثابت کریں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ سب مسمیرزم (ایک قسم کا جادو) تھا۔ اگر میں ان چیزوں کو جائز سمجھتا تو کسی طرح عیسیٰ ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۱۲۸)۔

فرد واحد کے مختلف دعوے: قادیان میں جن صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ وہی محمد رسول اللہ ہیں (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۴)۔

اور وہی مسیح ابن مریم ہیں (حقیقت الوحی و ازالہ اوہام وغیرہ)۔ اور وہی امام مہدی ہیں (سیرت المہدی وغیرہ)۔

ان کی کتابوں میں کہیں صرف مجدد ہونے کا دعویٰ موجود ہے۔ کہیں باقاعدہ نبوت کا اعلان پایا جاتا ہے (ازالہ اوہام اور ایک غلطی کا ازالہ وغیرہ)۔

اور کہیں مرزا قادیانی لکھتا ہے "میں نبوت کا مدعی نہیں، بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں" (آسمانی فیصلہ صفحہ ۳)۔

کوئی دوسرا ان کے متضاد بیانات کو کیا سمجھے گا۔ خود ان کے ماننے والے بھی اس چکر کو نہ سمجھ سکے اور وہ دو فرقوں میں تقسیم ہوگئے۔ ایک فرقہ صرف مجددیت کا قائل ہے جسے لاہوری گروپ کہا جاتا ہے۔ اور دوسرا فرقہ نبوت و مسیحیت کا قائل ہے جسے قادیانی گروپ کہا جاتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کو احمدیت سے خارج سمجھتے ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف لٹریچر شائع کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ اچھا خاصا الجھا ہوا ہے اور ان کے مذہب میں داخل ہونے والے ایسے نئے لوگوں کے لئے سخت پریشانی کا باعث ہے، جو ذرا سی بھی سوجھ بوجھ رکھتے ہیں۔ بلکہ اب تو ان کے اپنے نوجوانوں میں بھی ہیجان اور چہ میگوئیاں شروع ہو چکی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ مرزا قادیانی کا لٹریچر اپنے نوجوان طبقے سے چھپا کر رکھتے ہیں۔ اور انہیں صرف بعد کا لکھا ہوا محتاط لٹریچر پڑھاتے ہیں۔

بعض قادیانیوں نے مرزا قادیانی کی ان تضاد بیانیوں سے جان چھڑانے کے لیے ان میں تطبیق دینے کی ناکام کوشش کی ہے۔ ہم نے ان کی باتوں کا بغور جائزہ لیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی تمام کاوشیں وفاداری کا ثبوت تو کہلا سکتی ہیں مگر صحیح تطبیق نہیں کہلا سکتیں۔ قادیانیوں کے لاہوری گروپ کا وجود میں آجانا اس مسئلے سے ناقابل حل ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔ ختم نبوت کے موضوع پر فقیر کی کتاب الانتہاء کا مطالعہ فرمائیں۔

لا نبی بعدی

حضرت علامہ فیض ملت جناب فیض احمد اویسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی النبی الکریم و علیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد! حضور نبی کریم حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت اور وحی کا اختتام اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا آخری نبی ورسول ہونا اسلام کے ان بنیادی اور بلاشک وشبہ والے مسائل اور عقائد میں سے قائم ودائم ہیں، لاکھوں علماء امت نے اس مسئلہ کو قرآن وحدیث کی تفسیر وتشریح کرتے ہوئے واضح فرمایا بلکہ اس کو اپنے ایمان کا مسئلہ سمجھا اور اس کی راہ میں حائل مصلحت وضرورت کو برداشت نہیں کیا اور منکرین ختم نبوت کی طرف سے کھڑی کی گئی ہر دیوار کو گرادینے میں کوتاہی اور سہل انگاری کا تصور بھی نہیں کیا اگرچہ اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی ہی کیوں نہ دینی پڑی۔ ختم نبوت کے لئے سب سے پہلے خلیفہ اول بلافصل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہر قسم کی مصلحت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف جہاد بالسیف کیا اور جنگ یمامہ میں سات سو صرف حفاظ قرآن صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے اپنی جانوں کا قیمتی نذرانہ پیش کر کے عقیدہ ختم نبوت کا دفاع کیا۔ فقیر اویسی غفرلہ جہاد بالقلم سے ختم نبوت میں اپنا حصہ ملا رہا ہے تاکہ فقیر کے لیے توشہ آخرت ہو۔

ختم نبوت کے معنی ومفہوم: ختم کا معنی ہے اختتام اور مہر (seal) یعنی کسی چیز کو اس طرح بند کرنا کہ اس کے بعد نہ باہر سے کوئی چیز اندر جا سکے اور نہ اندر سے کچھ باہر نکالا جا سکے۔ نبوت کا معنی ہے نبی ہونا، لہٰذا ختم نبوت کا معنی ہوگا نبوت کا اختتام، سلسلہ اختتام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا رک جانا ختم ہو جاتا۔

عقیدہ ختم نبوت: اہل اسلام کے مسلمہ بنیادی عقیدہ کے مطابق ختم نبوت سے مراد یہ ہے کہ حضور نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ احمد المجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم، اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور آخری رسول ہیں۔ اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اس جہاں میں بھیج کر بعثت انبیاء کا سلسلہ ختم فرمادیا ہے۔ اب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا (نہ ظلی، نہ بروزی نہ مثلی وغیرہم)۔ نیز شریعت مطہرہ میں عقیدہ ختم نبوت سے مراد ہے یہ اعتقاد اور یقین رکھنا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر نبوت ورسالت کا سلسلہ مکمل ہو چکا ہے، اب قیامت تک کسی نئے نبی یا رسول کی ضرورت نہیں رہی۔

ختم نبوت قرآن کی روشنی میں: قرآن مجید، ایک سراپا اعجاز کتاب ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ علم وحکمت کا خزینہ ہے۔ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ہر دور ہر خطہ کے ہر ایک انسان کی مکمل راہنمائی کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ اسلام دشمنوں کی طرف سے اسلام کی بیخ وبن کو ہلا دینے والے خطرناک طوفانوں میں بھی اس کی عظمت ووقار میں رتی بھر فرق نہ آیا، اور نہ قیامت تک آئے گا۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کی حفاظت کا ذمہ بھی اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے۔ جس طرح قرآن مجید ہر مسئلہ میں انسانوں کی راہنمائی کرتا ہے، اسی طرح وہ عقیدہ ختم نبوت کو بھی بڑے واضح اور غیر مبہم الفاظ میں بیان کرتا ہے۔ قرآن مجید کی ایک سو سے زائد آیات مبارکہ ختم نبوت کے ہر پہلو کو کھول کھول کر بیان کرتی اور واشگاف الفاظ میں اعلان کر رہی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قیامت تک اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ورسول ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد کسی قسم کا

کوئی تشریعی، غیر تشریعی، ظلی، بروزی یا نیا نبی نہیں آئے گا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے، وہ کافر، مرتد، زندیق، کذاب اور واجب القتل ہے۔

قرآن مجید کی ایک سو سے زائد آیات مبارکہ اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تقریباً دو سو دس احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ اس بات پر پختہ ایمان عقیدہ ختم نبوت کہلاتا ہے۔ ویسے تو قرآن پاک میں سو سے زائد آیات میں معنی و مفہوم کے اعتبار سے ختم نبوت کے مسئلہ کو بیان فرمایا ہے لیکن یہاں چند آیات پر اکتفا کیا گیا ہے۔

ما كان محمد ابا احدمن رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين وكان الله بكل شيء عليما (پ۲۲احزاب،40)

ترجمہ: محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں ہاں وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پیچھے (سلسلہ نبوت ختم کرنے والے ہیں، اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (کنزالایمان)

تفسیر: اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا ہے اور خاتم النبیین کی تفسیر خود نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے لا نبی بعدی کے ساتھ فرمادی، یعنی خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور تفسیر نبوی کی روشنی میں تمام مفسرین اس پر متفق ہیں کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد کسی شخص کو نبوت عطا نہیں کی جائے گی، جن حضرات کو نبوت و رسالت کی دولت سے نوازا گیا اور رسول و نبی کے منصب پر ان کو فائز کیا گیا ان میں سب سے آخری حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں۔

علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں آیت مذکورہ کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سب انبیاء اور رسل کے ختم کرنے والے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولکن رسول الله وخاتم النبیین۔ یعنی آخر النبیین جس نے انبیاء کو ختم کیا یا وہ جس پر انبیا ختم کیے گئے۔

تفسیر خزائن العرفان میں ہے

یعنی آخر الانبیاء ہیں کہ نبوت آپ پر ختم ہوگئی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی کہ جب حضرت عیسی علیہ السلام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوت پہلے پا چکے ہیں مگر نزول کے بعد شریعت محمدیہ پر عامل ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظمہ کی طرف نماز پڑھیں گے۔ (تفصیل کے لیے فقیر کی تصنیف "نزول کے بعد حضرت عیسی علیہ السلام کے مشاغل کا مطالعہ کریں)۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا آخر الانبیاء ہونا قطعی ہے نص قرآنی بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث تو حد تواتر تک پہنچتی ہیں۔ ان سب سے ثابت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سب سے آخری ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے وہ ختم نبوت کا منکر اور کافر خارج از اسلام ہے۔

خلاصہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قیامت تک کیلئے پوری نوع انسانی کیلئے مبعوث فرمائے گئے ہیں۔ خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نبوت کا آفتاب عالم تاب قیامت تک روشن رہے گا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد کسی نبی کی ضرورت ہے اور نہ گنجائش ہے۔

غلط تاویل کا جواب: کذاب غلام احمد قادیانی نے خاتم النبیین کو افضل المرسلین گھڑ لیا اور ایک دوسرے شقی نے خاتم النبیین کو نبی بالذات سے بدل دیا، ایسی تاویلیں سن لی جائیں تو اسلام و ایمان قطعاً درہم برہم ہو جائیں گے۔ اگر یہ باطل تاویلیں درست مان لی جائیں تو بت پرست لا الہ الا اللہ کی تاویل یوں کرلیں گے کہ یہ افضل و اعلیٰ سے مخصوص ہے یعنی خدا کے برابر دوسرے خدا بھی ہیں مگر وہ خدا سب دوسروں سے بڑھ کر خدا ہے۔ یہ معنی نہیں کہ دوسرا خدا ہی نہیں اور اس کی دلیل عرب کا محاورہ ہے کہ لا فتی الا علی لاسیف الا ذو الفقار (یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم جیسا کوئی بہادر جوان نہیں اور ذوالفقار جیسی کوئی تلوار نہیں) نعوذ باللہ من ذلک تو کیا اس بت پرست کی یہ باطل تاویل سنی جائے گی؟ یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ

بہت سے گمراہ و بے دین مدعیان اسلام کے مکروہ اوہام سے نجات وشفا ہے (ملخصا از فتاوی رضویہ، جلد ۱۴، صفحہ ۲۶۶)

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی (پ۔ مائدہ ۳)

ترجمہ۔ آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔ (کنز الایمان)

تفسیر: یہ آیت کریمہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے آخری حج حجۃ الوداع میں جمعہ کے دن ۹ ذوالحج کو میدان عرفات میں نازل ہوئی اور اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم جتنے دن دنیا میں رونق افروز رہے اور اس آیت کریمہ کے بعد حلت یا حرمت کا کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔

اس میں دین کے باہمہ وجوہ کامل ہونے اور نعمت خداوندی کے پورا ہونے کا اعلان فرمایا گیا ہے اور چونکہ قیامت تک کیلئے دین کی تکمیل کا اعلان کر دیا گیا، اس لئے یہ اعلان حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کو بھی شامل ہے۔

حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا کہ یہ اس امت پر اللہ تعالی کی سب سے بڑی نعمت ہے کہ اس نے ان کیلئے دین کو کامل فرمایا، لہذا امت محمد یہ نہ اور کسی دین کی محتاج ہے نہ اور کسی نبی کی اور اس کیلئے اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو خاتم الانبیاء بنایا اور تمام جن و بشر کی طرف مبعوث فرمایا۔ (تفسیر ابن کثیر) اس آیت مبارکہ سے بھی معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم قیامت تک کیلئے تمام انسانوں اور جنوں کیلئے رسول ہیں اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد قیامت تک کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔

و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتب و حکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ و لتنصرنہ (پ ۳ آل عمران، ۸۱)

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا کہ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔

وقل یاایھاالناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی لہ ملک السموات والارض، لا الہ الا ھو یحی ویمیت فامنو باللہ و رسولہ النبی الامی الذی یومن باللہ و کلمتہ واتبعوہ لعلکم تھتدون. (سورہ اعراف 158/7)

ترجمہ: تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کو ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں جلائے اور مارے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول بے پڑھے غیب بتانے والے پر کہ اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی غلامی کرو کہ تم راہ پاؤ۔

تفسیر خزائن العرفان میں ہے: یہ آیت سید عالم خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے عموم رسالت کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم تمام خلق کے رسول ہیں اور کل جہاں آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی امت ہے۔

بخاری و مسلم کی حدیث ہے۔ حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں پانچ چیزیں مجھے ایسی عطا ہوئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں انہیں میں فرمایا۔ ہر نبی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور میں سرخ و سیاہ کی طرف مبعوث فرمایا گیا اور میں تمام خلق کی طرف رسول بنایا گیا اور میرے ساتھ انبیاء ختم کیے گئے۔

وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین (سورہ انبیاء 107/21) ترجمہ۔ اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لئے۔

تفسیر روح البیان میں حضرت علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ نے اس آیت کی تفسیر میں اکابر کا قول نقل کیا ہے۔

آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت مطلقہ تامہ کاملہ عامہ شاملہ جامعہ محیطہ بہ جمیع مقیدات، رحمت غیبیہ وشہادت علمیہ و عینیہ و وجودیہ شہودیہ وسابقہ ولاحقہ وغیر ذلک۔ تمام جہانوں کے لئے عالم ارواح ہوں یا عالم اجسام، ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول اور جو تمام عالموں کے لئے رحمت ہو، لازم ہے کہ وہ تمام جہان سے افضل ہوں۔

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا۔ (پ ۱۸، الفرقان ۱)

ترجمہ:بڑی برکت والا ہے جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔

وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیراً و نذیراً و لکن اکثر الناس لایعلمون (سورہ سبا ۳۴۔۲۸)

ترجمہ اور اے محبوب! ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے، خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت ہے: اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رسالت عامہ ہے تمام انسان اس کے احاطہ میں ہیں۔ گورے ہوں یا کالے، عربی ہوں یا عجمی پہلے ہوں یا پچھلے سب کے لئے آپ رسول ہیں اور وہ سب آپ کے امتی

☆......حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے سلسلہ نبوت شروع ہوا تو اعلان ہوا

یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیتی (الاعراف ۳۵)

ترجمہ۔اے آدم کی اولاد اگر تمہارے پاس تم میں کے رسول آئیں میری آیتیں پڑھتے۔

اس آیت میں ایک نہیں متعدد رسولوں کے آنے کی خبر دی گئی لیکن حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام جو خاتم انبیا بنی اسرائیل ہیں، ان کی زبان مبارک سے ہی اعلان فرمایا گیا کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جن کا نام نامی اور اسم گرامی احمد ہوگا جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔

ترجمہ:اور میرے بعد ایک رسول آنے والے ہیں جن کا نام (مبارک) احمد ہوگا میں ان کی بشارت دینے والا ہوں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد صرف ایک رسول کا آنا باقی تھا اور وہ ہیں محمد مصطفی احمد مجتبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم، ان کی تشریف آوری کے بعد قیامت تک ان کے علاوہ کسی نبی ورسول کی آمد متوقع نہیں۔

قرآن کریم میں بار بار نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے پہلے کے انبیا کرام علیہم السلام کا تذکرہ کیا گیا ہے لیکن آپ کے بعد کسی رسول کے آنے کی طرف کوئی ہلکا سا اشارہ بھی نہیں کیا گیا۔مثلاً

وما ارسلنا من قبلک من رسول (الانبیاء ۲۵) ترجمہ:اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول نہ بھیجا۔

وما ارسلنا من قبلک من رسول ولانبی (الحج ۵۲) ترجمہ:اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے۔

وما ارسلنا قبلک من المرسلین۔(الفرقان:۲۰) ترجمہ:اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے۔

اس قسم کی آیات بہت ہیں المعجم المفہرس لالفاظ القرآن میں اس نوع کی آیات بتیس ذکر کی گئی ہیں۔

ظاہر ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد کوئی نبوت مقدر ہوتی اور ان نبیوں کے انکار سے امت کی تکفیر لازم آتی تو محالہ وصیت وتاکید ہوتی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد بھی نبی آئیں گے ایسا نہ ہو کہ ان میں سے کسی کا انکار کرکے ہلاک ہو جاؤ۔

پورے قرآن میں ایک بھی آیت ایسی نہیں جس میں بعد میں آنے والے کسی نبی کا تذکرہ ہو، معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔

قرآن حکیم میں سو سے زیادہ آیات ایسی ہیں جو اشارۃً یا کنایۃً عقیدہ ختم نبوت کی تائید وتصدیق کرتی ہیں۔خود نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی متعدد اور متواتر احادیث میں خاتم النبیین کا یہی معنی متعین فرمایا ہے۔لہٰذا اب قیامت تک کسی قوم، ملک یا زمانہ کے لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد کسی اور نبی یا رسول کی کوئی ضرورت باقی نہیں اور مشیت الٰہی نے نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا ہے۔

ختم نبوت احادیث مبارکہ کی روشنی میں: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے تقریباً دو سو احادیث میں علی روس الاشہاد مسئلہ ختم نبوت کو بیان فرمایا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا لیکن کسی حدیث میں اس طرف اشارہ بھی نہیں فرمایا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد سلسلہ نبوت جاری رہے گا یا یہ کہ انبیاء آتے رہیں گے۔ختم نبوت پر چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

☆..... صحیح بخاری و مسلم و سنن ترمذی تفسیر ابن حاتم، تفسیر ابن مردویہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں:

مثلی و مثل الانبیاء کمثلرجل ابتنی داراً فاکملها و احسنها الا موضع لبنة فکان من دخلها فنظر الیهاقال، ما احسنها الا موضع اللبنة فانا موضع اللبنة فختم بی الانبیاء.

ترجمہ: میری اور نبیوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک مکان پورا کامل اور خوبصورت بنایا مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی تو جو اس گھر میں جا کر دیکھتا کہتا یہ مکان کس قدر خوب ہے مگر ایک اینٹ کی وہ خالی ہے تو اس اینٹ کی جگہ میں ہوں مجھ سے انبیاء ختم کر دیئے گئے۔

مسند احمد و صحیح ترمذی میں بافادہ تصحیح حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں:

مثلی فی النبیین کمثل رجل بنی داراً فاحسنها و اکملها و اجملهاوترک فیها موضع لبنة لم یضعها فجعل الناس یطوفون بالبنیان ویعجبون منه ویقولون لو تم موضع هذه اللبنة فانا فی النبیین موضع تلک اللبنة

(جامع ترمذی، ابواب المناقب، آفتاب عالم پریس لاہور، 2/301)

ترجمہ: انبیاء میں میری مثال ایسی ہے کہ کسی نے ایک مکان خوبصورت کامل وخوشنما بنایا اور ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی وہ نہ رکھی، لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اس کی خوبیوں خوشنمائی سے تعجب کرتے اور تمنا کرتے کسی طرح اس اینٹ کی جگہ پوری ہو جاتی تو انبیاء میں اس اینٹ کی جگہ میں ہوں۔

(ف) یہ حدیث حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ اس حدیث پاک میں حسی مثال سے سمجھایا کہ نبوت کے محل میں صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی جو نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری سے پُر ہو چکی ہے اور قصر نبوت پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے، اب کسی اور کی گنجائش ہی نہیں۔

☆ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا: مجھے تمام انبیاء پر چھ وجہ سے فضیلت دی گئی جس میں پانچویں آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے یہ ارشاد فرمائی:

وارسلت الی الخلق کافة ۔اللہ نے مجھے تمام مخلوق کے لیے رسول بنا کر بھیجا۔

چھٹی چیز۔ وختم بی النبیون۔ اللہ نے مجھے تمام نبیوں کے آخر میں بھیجا۔ اور مجھ پر سلسلہ نبوت ختم کر دی۔ (رواہ مسلم فی افضائل)

(ف نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سلسلہ نبوت اور رسالت کی آخری کڑی ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے اپنی زبان حق ترجمان سے اپنی ختم نبوت کا واضح الفاظ میں اعلان فرمایا۔

☆ ..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (ترمذی، الجامع الصحیح کتاب الرویا163_4)

ترجمہ: اب نبوت اور رسالت کا انقطاع عمل میں آچکا ہے لہٰذا میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی۔

(ف) اس واضح ارشاد کے باوجود حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے بعد کسی بھی طور پر ظلی، بروزی مثلی، جزوی نبی کا ماننا صریح کفر ہے، اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہو جاتا ہے۔

انا رسول من ادرک حیا و من یولد بعدی. رواہ ابن سعد عن ابی الحسن مرفوعا

ترجمہ: میں اس کے لیے بھی رسول ہوں جسے میں زندہ پاؤں اور اس کے لئے بھی جو میرے بعد پیدا ہو۔

☆ . حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

بعثت الیٰ کل احمر و اسود (صحیح مسلم) ترجمہ: میں مبعوث کیا گیا ہوں تم سب کالے اور گورے کی طرف۔

نبی کریم خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب غزوہ تبوک کے لیے روانہ ہوئے تو سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو پیچھے نگرانی کے لیے چھوڑ دیا۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ مجھ کو بچوں اور عورتوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ علیہم السلام کے ساتھ تھی لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں (صحیح بخاری)

فائدہ: یہ حدیث مبارکہ ان پندرہ صحابہ کرام سے مروی ہے، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت اسماء بنت عمیس، حضرت ابو سعید خدری، حضرت ابو ایوب انصاری، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت ام سلمہ، حضرت براء بن عازب، حضرت زید بن ارقم، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت حبشی بن جنادہ حضرت مالک بن حسن بن حویرث حضرت زید بن ابی اوفیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

(ف) یاد رہے کہ حضرت ہارون، حضرت موسیٰ علیہما السلام کے تابع تھے اور ان کی کتاب و شریعت کے پابند تھے، گویا غیر تشریعی نبی تھے لیکن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے بعد ایسی نبوت کی بھی نفی فرمادی، معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی تشریعی نبی آ سکتا ہے نہ غیر تشریعی۔

☆......سنن ابن ماجہ شریف میں ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

و انا آخر الانبیاء و انتم آخر الامم ترجمہ: میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب الفتن باب فتنۃ الدجال، حدیث نمبر 4215)

انبیاء کرام و رسل عظام کی بعثت مخلوق کی ہدایت و رہنمائی کے لئے ہوتی رہی، جب کوئی رسول وصال کرتے تو دوسرے رسول کی بعثت ہو جاتی لیکن حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق اور تمام کائنات کے لئے رسول بنا کر بھیجا صحیح مسلم شریف میں ارشاد مبارک ہے:

وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون

ترجمہ: میں ساری مخلوق کی طرف رسالت کی شان کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اور مجھ پر سلسلہ نبوت ختم کر دیا گیا۔

(صحیح مسلم ج 1 کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ ص 199، حدیث نمبر (1195:)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رسالت ساری مخلوق کے لئے اور قیامت تک آنے والی ساری انسانیت کے لئے ہے، جب تک دنیا قائم ہے شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہی باقی رہے گی، کسی اور نبی کی ضرورت نہیں اور نہ کسی دوسری شریعت کی حاجت ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔

☆. جب حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر نبوت مکمل ہو چکی ہے، آپ کی شریعت ہمیشہ کیلئے ہے تو پھر آپ کے بعد کسی نبی کا آنا محال و ناممکن ہے، آپ کے بعد نبوت نہیں ہوگی البتہ خلافت ہوگی جیسا کہ بخاری شریف میں حدیث مبارک ہے:

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قال کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء، کلما هلک نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی، وسیکون خلفاء فیکثرون۔

ترجمہ: حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل کی سیادت و قیادت انبیاء کرام کیا کرتے تھے، جب کبھی کوئی نبی وصال کرتے ان کے جانشین دوسرے نبی آتے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں اور عنقریب خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔

(صحیح البخاری، ج 1، کتاب الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل ص 491، حدیث نمبر 3455)

☆ . کنز العمال میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

انا خاتم الانبیاء و مسجدی خاتم مساجد الانبیاء

ترجمہ: میں نبیوں میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مساجد میں آخری مسجد ہے۔ (کنز العمال کتاب فضائل من قسم الافعال)

علم غیب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور جھوٹے مدعیان نبوت: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے نبوت کے جھوٹے دعویداروں کی نہ صرف نشاندہی کردی بلکہ ان کی تعداد بھی بیان فرمادی تھی۔

(۱) صحیح مسلم شریف ومسند امام احمد وسنن ابوداود وجامع ترمذی وسنن ابن ماجہ وغیرہ میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں انه سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انه نبی و انا خاتم النبیین لانبی بعدی۔ (جامع ترمذی)

ترجمہ: بے شک میری امت دعوت میں یا میری امت کے زمانے میں تیس کذاب ہوں گے کہ ہر ایک اپنے آپ کو نبی کہے گا اور میں خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

:2 امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر اور ضیائے مقدسی صحیح مختارہ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں:

یکون فی امتی کذابون ودجالون سبعة وعشرون منھم اربعة نسوة وانی خاتم النبیین لا نبی بعدی۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ترجمہ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حدیث 3026 مکتب فیصلیہ بیروت، (3/170)

ترجمہ: میری امت دعوت میں ستائیس دجال کذاب ہوں گے۔ ان میں چار عورتیں ہوں گی حالانکہ بے شک میں خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ازالہ وہم: مذکورہ احادیث میں نئے نبی کی نفی کی گئی ہے۔ رسول کی نہیں، تو کیا نیا رسول آسکتا ہے؟ جواب آنے والی حدیث میں ہے۔

3- احمد وترمذی وحاکم بسند صحیح برشرط صحیح مسلم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔

(جامع الترمذی، ابواب الرویا، باب ذہبت النبوۃ، امین کمپنی کتب خانہ رشیدی دہلی، 2/51)

ترجمہ: بے شک رسالت ونبوت ختم ہوگئی اب میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ نبی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر کوئی شخص حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد نبوت یا رسالت کا دعویٰ کرے، خواہ کسی معنی (ظلی، بروزی) میں ہو وہ کافر، کاذب، مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ نیز جو اس کے کفر وارتداد میں شک کرے یا اسے مومن، مجتہد یا مجدد وغیرہ مانے وہ بھی کافر ومرتد اور جہنمی ہے۔

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم روئے زمین کی ہر قوم اور ہر انسانی طبقے کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور آپ کی لائی ہوئی کتاب قرآن مجید تمام آسمانی کتب کے احکام منسوخ کرنے والی اور آئندہ کے لیے تمام معاملات کے احکام وقوانین میں جامع ومانع ہے۔ قرآن کریم تکمیل دین کا اعلان کرتا ہے۔ گویا انسانیت اپنی معراج کو پہنچ چکی ہے اور قرآن کریم انتہائی عروج پر پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ اس کے بعد کسی دوسری کتاب کی ضرورت ہے، نہ کسی نئے نبی کی حاجت۔ چنانچہ امت محمدیہ کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ آپ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ انسانیت کے سفر حیات میں وہ منزل آچکی ہے کہ جب اس کا ذہن بالغ ہوگیا ہے اور اسے وہ مکمل ترین ضابطہ حیات دے دیا گیا، جس کے بعد اب اسے نہ کسی قانون کی احتیاج باقی رہی نہ کسی نئے پیامبر کی تلاش۔

قرآن وسنت کی روشنی میں ختم نبوت کا انکار محال ہے۔ اور یہ ایسا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ خود عہد رسالت میں مسیمہ کذاب نے جب نبوت کا دعویٰ کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نبوت کی تصدیق بھی کی تو اس کے جھوٹا ہونے میں ذرا بھی تامل نہ کیا گیا۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے

عہد خلافت میں صحابہ کرام نے جنگ کر کے اسے کیفر کردار تک پہنچایا۔ اس کے بعد بھی جب اور جہاں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا، امت مسلمہ نے متفقہ طور پر اسے جھوٹا قرار دیا اور اس کا قلع قمع کرنے میں ہر ممکن کوشش کی۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات مقدس سے متعلق ختم نبوت کا یہ عقیدہ کہ آپ ہی آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی ورسول آنے والا نہیں ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے، جو قرآن مجید اور احادیث شریفہ کے عبارت النص اور اجماع امت سے ثابت ہے، جس کا انکار کرنا یا اس میں کسی قسم کی کوئی تاویل کرنا صریح کفر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سرکار دوعالم حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خاتم الانبیاء والمرسلین کے منصب عظیم پر فائز فرمایا ہے۔

جھوٹے نبیوں کا انجام: اسلام میں جھوٹ کا تصور نہیں تو جھوٹی نبوت کا وجود کہاں؟ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے منکرین ختم نبوت کی نہایت سخت تردید فرمائی اور نبوت کے جھوٹے دعوے داروں کو دجال اور کذاب کہا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ کے آخر میں مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا تھا۔ اسود عنسی تو حضرت فیروز دیلمی کے ہاتھوں واصل جہنم ہوا۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مرض وصال میں اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ فیروز کامیاب ہو گیا اور مسیلمہ کذاب خلافت صدیقی میں اپنے رفقاء سمیت جہنم واصل ہوا۔ صحابہ کرام کا سب سے پہلا اجماع منکرین ختم نبوت کے خلاف ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے مسیلمہ کذاب سے دلیل نہیں پوچھی بلکہ ختم نبوت جیسے قطعی عقیدہ سے انحراف کی بناء پر اس سے جہاد کیا اور اس فتنے کو صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا۔

خلیفہ عبدالملک کے دور میں ایک شخص حارث نامی نے دعویٰ نبوت کیا تو خلیفہ مذکور نے صحابہ و تابعین کے فتویٰ کے مطابق اس کو قتل کر کے سولی چڑھایا۔ مرزا قادیانی کا ایک چیلہ نعمت اللہ قادیانی، غازی امان اللہ خان مرحوم کے دور میں قادیانیت پھیلانے کے لیے افغانستان گیا تو وہاں کی اسلامی عدالت کے فیصلے کے مطابق اس کو سر عام سنگسار کیا گیا۔

غرض مسیلمہ کذاب سے مسیلمہ پنجاب تک کی تاریخ کا حاصل یہی ہے کہ مسلمانوں کے مقابلے میں ایسے لوگ ہمیشہ ناکام ہوئے۔ مسلم حکمرانوں کا فرض ہے کہ وہ ایسے لوگوں کا محاسبہ واستیصال کریں۔ نیز تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے لوگوں سے کسی قسم کے تعلقات نہ رکھیں۔

منکر ختم نبوت کسی رواداری کا مستحق نہیں: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کفار مکہ کے تجارتی قافلوں کے راستے بند کروائے تھے نیز جب مسیلمہ کذاب نے درخواست کی تھی کہ آپ آدھی حکومت مجھے دے دیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میں تجھے یہ چھڑی بھی نہ دوں۔ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جنہوں نے ایک ایک مجلس میں سینکڑوں بکریاں، اونٹ اور ہزاروں درہم ودینار یوں لٹائے کہ دنیا عش عش کر اٹھی، وہ منکرین ختم نبوت سے کیا معاملہ فرما رہے ہیں؟ اس میں مسلمانوں کے لیے کون سا اشارہ ہے؟ یہی کہ عقیدہ ختم نبوت کے منکرین قطعاً ویقیناً کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور ان سے تعلقات ناجائز ہیں۔

اجماع امت: سراج الامہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۸۰ ہجری تا ۱۵۰ ہجری) کے زمانے میں ایک شخص نے دعویٰ نبوت کر دیا اور کہا کہ میں اس کا ثبوت بھی دے سکتا ہوں۔ حضرت امام اعظم نے لوگوں کو سمجھایا جو بھی اس سے ثبوت یا معجزہ طلب کرے گا وہ مرتد ہو جائے گا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے واضح طور پر فرما دیا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (از امام اعظم ابوحنیفہ۔ ابن احمد المکی جلد اول ص ۱۶۱، مطبع حیدر آباد، ہندوستان (۱۳۲۱ ہجری)

فائدہ: حضرت امام اعظم کے اس رویہ سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ ایسے مدعیان نبوت سے نزدیکی ہی نہیں اختیار کرنا چاہیے۔ لہٰذا منکرین ختم نبوت مرزائیوں، قادیانیوں وغیرہم کے کسی پروگرام کا بیٹھک میں شرکت کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔

☆۔۔۔ علامہ ابن جریر طبری (۲۲۴ ہجری) اپنی مشہور و معروف تفسیر میں اس آیت لکن رسول الله و خاتم النبيين کے ذیل فرماتے ہیں (صلی

اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگادی۔ اب دروازہ نبوت قیامت تک کسی کے لئے نہیں کھلے گا۔ (تفسیر طبری ج ۲۲)

☆ امام طحاوی (۲۳۹ھ) اپنی کتاب عقیدہ سلفیہ میں امام ابوحنیفہ اور امام یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ علیہم جیسے قدیم بزرگوں کے عقائد کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ کے بہت ہی محترم و مقدس بندے ہیں۔ متقین کے امام، اللہ تعالیٰ کے رسولوں کے سردار، اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین بندے ہیں۔ ان کے بعد ہر دعویٰ نبوت ایک کھلی گمراہی ہے اور خود پرستی قرار پائے گا۔ (شرح طحاویہ فی عقیدۃ السلفیہ طبع دارالمعارف مصر)

☆ علامہ ابن حزم اندلسی (۳۸۴ھ) لکھتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد سلسلہ نزول وحی تمام ہوگیا۔ کیونکہ وحی کا نزول صرف انبیاء پر ہوا کرتا تھا جب کہ خداوند تعالیٰ نے صاف اعلان کر دیا ہے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) تمہارے درمیان کسی کے باپ نہیں مگر خدا کے رسول اور خاتم النبیین ہیں) لہذا اب نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول ہی۔ (المحلہ - جلد اول)

☆ حضرت امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴۵۰ تا ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں: اگر اجماع سے روگردانی کے حق کو تسلیم کرلیا جائے تو اس سے کافی فضولیت کے لئے دروازہ کھل جائے گا۔ مثلاً اگر کوئی یہ کہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد بھی کسی کے لئے نبوت کا حصول ممکن ہے تو ہمیں اسے کافر کہنے میں ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیئے۔ بلکہ اس کے برخلاف اگر کوئی اسے کافر کہنے میں ہچکچائے یا ایسا کہنا اس کے مطابق گناہ ہو تو اسے اپنا موقف ثابت کرنا ہوگا۔ کیونکہ ختم نبوت ایک مسلمہ عقیدہ مگر ختم نبوت ان واضح اور آشکار حق جملوں کی کیا تاویل کریں گے۔ لانبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں یا خاتم النبیین نبیوں میں سے آخری ہوں۔ بہت غور و فکر کے بعد یہ حضرات کہتے ہیں کہ نبوت کا دروازہ بند ہوگیا مگر باب رسالت کھلا ہے۔ دوسرے لفظوں میں کوئی نبی نہیں آئے گا مگر رسول آسکتا ہے اب ان سے کون کہے کہ نبی کے لئے رسول ہونا ضروری نہیں مگر رسول کے لئے نبی ہونا ناگزیر ہے۔ لہذا نبوت وہ بنیاد ہے جس پر رسالت کی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔ جب بنیاد ہی نہ ہوگی تو عمارت کہاں خلاء میں بنے گی ساری امت کا اس پر اجماع ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اس قول پر "میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا" ساری امت کا اس بات پر اجماع ہے اس قول رسول کہ اس کے علاوہ کوئی اور معنی نہیں ہوسکتے۔ (الاقتصاد فی الاعتقاد ص ۱۱۴، طبع مصر)

☆ محی السنہ علامہ بغوی (متوفی ۵۱۰ ہجری) اپنی تفسیر معالم التنزیل، میں لکھتے ہیں: اللہ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا۔ لہذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آخری نبی ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اعلان کر دیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (جلد ۲۔ ص ۲۱۵)

☆ صاحب الشفاء حضرت قاضی عیاض (المتوفی ۵۴۴ ہجری) لکھتے ہیں جو کوئی دعویٰ نبوت کرتا ہے وہ ان فلاسفہ اور صوفیاء کے نظریے کی تائید کرتا ہے جو کہتے ہیں کہ تزکیہ نفس کے ذریعہ حصول نبوت ممکن ہے۔ اس طرح ہر وہ شخص جو دعویٰ نبوت نہیں کرتا مگر دعویٰ کرتا ہے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے، ایسے تمام افراد مرتد کافر اور منکران ختم نبوت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صاف اور واضح لفظوں میں اللہ کا یہ پیام لوگوں تک پہنچایا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا انھوں نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ سلسلہ نبوت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات پر تمام ہوگیا اور اس پر مہر اختتام لگادی گئی ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تمام کائنات کے لئے نبی اور رسول بنا کر مبعوث کیا گیا۔ تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ان صاف، واضح، آشکار حق الفاظ سے سوائے ختم نبوت حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اور کوئی معنی نہیں نکلتے ہیں لہذا ان کی کوئی اور تاویل ممکن و مناسب نہیں۔ ان معتبر ترین واضح نصوص کی موجودگی میں جب کہ اس پر امت کا اجماع بھی ہو چکا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ ان منکران ختم سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ میرے بعد نہ کوئی نبی آئے اور نہ کوئی رسول آئے گا۔ منکرین ختم نبوت حضرت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرقے وجود میں آئے ہیں اور تمام دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

☆ . علامہ شہرستانی (مدنی ۵۴۸ہجری) اپنی معرکۃ الآراتصنیف، الملل والنحل میں رقم طراز ہیں اوراس طرح وہ شخص جو یہ کہے کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی آسکتا ہے،اس میں کوئی دورائے نہیں کہ ایسا شخص کافر ہے۔ (جلد ۳ص ۲۴۹)

☆ . امام فخرالدین رازی (۵۴۳ہجری ۶۰۶ہجری) اپنی مشہورتفسیر کبیر میں خاتم النبیین کی شرح میں فرماتے ہیں اگر کوئی ایسا نبی ہو جو آخری نہ ہو تو اس کے لئے ممکن ہے کہ وہ کچھ احکام یا کارنبوت کچھ ذمہ داریوں کوادھوراچھوڑ دے تا کہ آنے والا نبی ان معاملات کومکمل کرے۔لیکن وہ نبی جو آخری ہواوراسے پتہ ہو کہ اب کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو وہ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرے گااوراپنی قوم کومکمل اورواضح ہدایت عطا کرے گا کیونکہ وہ ایک ایسے مہربان باپ کی طرح ہوتا ہے کہ جسے معلوم ہے کہ اس کے بعد اس کے بیٹوں کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ (تفسیر کبیر جلد ۶)

☆ . علامہ بیضاوی (المتوفی ۶۸۵ہجری) اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں دوسرے لفظوں میں حضرت محمد مصطفے صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آخری نبی ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات پر سلسلہ نبوت تمام ہوااوراس پر مہر اختتام لگادی گئی۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانے میں ظاہر ہونے سے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ختم نبوت پر حرف نہیں آتا کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شریعت کے پیروکی حیثیت سے ظاہر ہوں گے۔ (تفسیر انوار التنزیل جلد ۴)

☆ . علامہ حفیظ الدین النسفی (المتوفی ۷۰۱ہجری) اپنی تفسیر مدارک التنزیل میں لکھتے ہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات وہ اعلیٰ صفت ہے کہ اس پر سلسلۂ نبوت تمام ہوا۔دوسرے لفظوں میں وہ آخری نبی ہیں۔خداوند تعالیٰ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلمکے بعد کسی کو بھی نبوت عطا نہیں کرے گا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کونبوت پہلے عطا ہوئی تھی اور جب وہ ظاہر ہوں گے تو شریعت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیرواور مومن میں سے ایک ہوں گے۔

☆......علامہ علاؤالدین بغدادی (متوفی ۷۲۵ہجری) اپنی تفسیر خازن میں فرماتے ہیں۔خاتم النبیین یعنی خداتعالیٰ نے ان پر نبوت کوختم کردیا۔محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے بعد کوئی نبی نہیں، نہ ہی کوئی ان کی نبوت عظمیٰ میں شریک ہے۔ وکان اللہ بکل شیء علیما ۔اللہ جانتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

☆ .. حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۹۱ہجری) اپنی تفسیر جلالین میں فرماتے ہیں،خدااس بات سے آگاہ کہ اب کوئی نبی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد نہ ہوگا،اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ظاہر ہوں گے تو شریعت محمدی کی پیروی کریں گے۔

☆ . علامہ ابن نجیم (متوفی ۹۷۰ہجری) اپنی کتاب جوکہ فقہ کی عظیم تصانیف میں سے ایک ہے،فرماتے ہیں جو شخص حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کوآخری نبی نہ مانے وہ مسلمان نہیں۔کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلمکی ختم نبوت اسلام کے ایسے بنیادی عقائدواصول میں سے ہیں جس پراعتقادرکھنا ہر مسلمان پرضروری ہے۔ (الاشباہ والنظائر کتاب التفسیر-باب الردۃ)

☆ . حضرت علامہ ملاعلی قاری (متوفی ۱۰۱۶ہجری) تفسیر،فقہ اکبر میں لکھتے ہیں: اجماع امت سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرنااوراس پر یقین رکھناصریح کفر کے مترادف ہے۔

☆ . حضرت الشیخ اسماعیل حقی (متوفی ۱۱۳۷ہجری) اپنی تفسیر روح البیان میں اس آیت کی شرح میں لکھتے ہیں،امام عاصم خاتم کو'ت' پرزبر کے ساتھ پڑھتے تھے۔جس کا مطلب ہوا مہر یانشان لگانے کا آلہ، پرنٹر مشین کی طرح جو پرنٹ کرتی۔اس کا مطلب ہوا کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آخری نبی ہیں اور خداتعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلمپر نبوت کوتمام کردیا اور مہر اختتام لگادی۔فارسی میں اسے مہر پیغمبران کہا جائے گا۔ جس کے معنی ہوں گے نبیوں کی مہر یعنی نبوت کا سلسلہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر تمام ہوااوراس پر مہر اختتام لگادی گئی۔کچھ دوسرے قاریان خاتم پڑھتے ہیں'ت' کے نیچے زیردے کر جس کے معنی ہوئے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وہ ہیں جنہوں نے دروازہ نبوت کومقفل کردیا اوراس پر مہر اختتام لگادی۔فارسی میں اسے مہر کنندہ پیغمبران کہا جائے گا۔نبیوں پراختتام لگانے والا۔لہٰذا دونوں طریقوں سے لفظ خاتم ایک ہی معنوں میں

استعمال ہوتا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر ہر زمانے کے لئے مہر اختتام لگا دی۔ حضرت عیسی علیہ السلام کا آخری زمانے میں ظہور، خاتمیت حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے منافی نہیں۔ خاتم النبیین سے صاف ظاہر ہے کہ اب کسی اور کو منصب نبوت عطا نہیں کیا جائے گا۔ حضرت عیسی علیہ السلام کو نبوت کافی پہلے عطا ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ جب وہ ظاہر ہوں گے تو شریعت محمدی کی پیروی کریں گے، وہ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں گے، حضرت عیسی علیہ السلام مومنوں میں سے ہوں گے وہ نہ ہی وحی موصول کریں گے اور نہ ہی کوئی نئے احکام صادر کریں گے بلکہ وہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیرو کی حیثیت سے ہوں گے۔ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا، کیونکہ خدا تعالیٰ نے صاف اعلان کر دیا ہے کہ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین، اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صاف تصریح کر دی ہے کہ لانبی بعدی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ ہذا اب اگر کوئی یہ کہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو سکتا ہے تو وہ مرتد ہے کیونکہ اس نے دین کے بنیادی اصول سے انکار کیا ہے۔ اس طرح وہ شخص بھی کافر قرار دیا جائے گا جو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خاتمیت نبوت کے متعلق کسی قسم کا شک وشبہ رکھتا ہو جیسا کہ ہمارے مذکورہ بالا بیان سے حق و باطل صاف آشکار ہو گئے۔ لہٰذا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد ہر دعوی نبوت جھوٹا اور بے بنیاد ہوگا۔

☆ بارہویں صدی ہجری میں، اورنگ زیب کے زمانے میں اس کے حکم سے ہندوستان کے جید علماء نے ایک کتاب مرتب کی تھی جو کہ فتاوی عالمگیری کے نام سے مشہور ہوئی، اس میں درج ہے کہ: جو شخص حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو آخری نبی نہ مانے وہ مسلمان نہیں اور جو شخص دعوی نبوت و رسالت کرے تو وہ مرتد قرار دیا جائے گا۔ (فتاوی عالمگیری جلد۲)

☆ مفسر قرآن حضرت علامہ محمود آلوسی (المتوفی ۱۲۷۰ ہجری) اپنی تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں لفظ نبی مشترک ہے مگر لفظ رسول کی ایک خاص اہمیت ہے۔ لہٰذا جب آنحضرت کو نبیوں کی مہر کا اختتام کہا جاتا ہے تو لامحالہ اس کا مطلب رسولوں کی مہر اختتام ہی ہے۔ (جلد۲۲) جو کوئی یہ دعوی کرے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد اب کسی پر وحی نازل ہوتی ہے تو وہ کافر قرار دیا جائے گا۔ مسلمانوں کے درمیان اس کے متعلق کوئی دو رائے نہیں ہے۔ (ج ۲۲) خدا کی کتاب میں خاتمیت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بالکل واضح اور آشکارہ ہے۔ سنت سے اس کی کھلی نشاندہی ہوئی ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے۔ لہٰذا جو کوئی اس کے خلاف اختلافی دعوی کرے گا وہ مرتد قرار دیا جائے گا۔ (روح المعانی ج ۲۲)

خلاصہ کلام: ان تمام دلائل کے بعد فقیر قارئین کی دقیق نظروں کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے کہ جتنے بھی دعوائے نبوت کرنے والے گزرے ہیں چاہے وہ غلام احمد قادیانی ہو یا کوئی اور بد بخت ان سب کی کتابوں میں صاف طور سے اس قسم کے جملے ملیں گے کہ فلاں نے اپنے آپ کو نبی کہلوایا۔ یا نبی ہونے کا دعوی کیا۔ جو خود قبولیت کی محتاج ہے۔ جب کہ انبیا کرام صرف اعلان کیا کرتے تھے۔ اور اپنے آپ کو منوانے پر زور نہیں دیتے تھے بلکہ ایک اللہ کی طرف بلانے پر زور دیتے تھے۔ اس کے علاوہ جھوٹے دعویداران نبوت میں اعلان نبوت کے جملے میں خود پسندی، انا جھلکتی نظر آتی ہے جبکہ سچے نبی یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ انی عبد اللہ آتانی الکتاب و جعلنی نبیا میں اللہ کا بندہ ہوں۔ کتاب دے کر آیا ہوں اور اس نے مجھے نبی بنا کر بھیجا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا۔ ترجمہ: اے لوگو! کہو نہیں ہے کوئی خدا سوائے اللہ کے اور فلاح پانے والوں میں شمار ہو جاؤ۔

یہی نہیں تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ سچے نبیوں کو جھٹلانے والی قومیں تباہ و برباد ہو گئیں لیکن ان نبیوں پر ایمان لانا آج بھی ہر مسلمان کے ایمان کی شرط ہے۔ اور جھوٹے نبیوں کو جھٹلانے والے آج بھی موجود ہیں اور وہ خود جہنم کے عذاب کا مزہ چکھ رہے ہوں گے۔

بہر حال ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ جھوٹے دعویداران نبوت کا تاحد امکان قولی و فعلی انکار کرے تا کہ قیامت میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو منہ دکھا سکے۔ اور شفاعت کے حقدار بن سکیں۔

جھوٹے نبی اور اسلام دشمن قوتیں: یہ بات تعجب خیز ہے کہ یہود و نصاری نے سب سے پہلے اسلام کے خلاف جو سازش رچی وہ عقیدہ ختم

نبوت پر کاری ضرب۔ اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال باکمال کے بعد جن پانچ افراد نے نبوت کے جھوٹے دعوے کیے، الاستاذ جمیل مصری کی تحقیق کے مطابق ان سب کے یہود ونصاریٰ کے ساتھ گہرے مراسم تھے۔ تاریخ کے مستند حوالوں سے اپنی حقیقی کتاب" اثر اھل الکتاب فی الحروب والفتن الداخلیة فی القرن الاول "میں ثابت کیا ہے۔ دوسری جانب حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے بھی اس کو گویا بھانپ لیا، خاص طور پر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور آپ نے اینقص الدین وانا حی کا تاریخی جملہ کہہ کر صحابہ کرام کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت خوب اچھی طرح سمجھیں اور تاریخ کے رخ پھیر دینے والے اس فتنے کی سرکوبی کے لیے کمربستہ ہو جائیں۔ الحمدللہ! اللہ کے فضل وکرم سے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوششوں سے صحابہ کرام نے اس بات پر اجماع کرلیا کہ عقیدہ ختم نبوت کو تحفظ فراہم کیا جائے، نبوت کے دعویداروں کو کافر قرار دیا جائے اور ان کے خلاف جہاد فرض گردانا جائے، اس طرح یہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کا سب سے پہلا اجماع منعقد ہو گیا کہ ختم نبوت کا تحفظ ایک اہم ترین فریضہ ہے اور دعویٰ نبوت کرنے والا کافر ہے، اس سے جہاد فرض ہے۔

بس پھر کیا تھا، اس عقیدے کے تحفظ کی خاطر مدینہ منورہ سے گیارہ لشکران جھوٹے مدعیان نبوت کی سرکوبی کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر میدان کارزار میں کود پڑتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک سال سے بھی کم عرصہ میں یا تو کذاب (جھوٹے مدعیان نبوت) اپنے انجام کو پہنچ جاتے ہیں، یا توبہ وانابت کر کے دوبارہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔

قائدین

۱)- خالد بن سعید بن عاص۔۔۔۔۔۔مشاف بلاد شام	۲)- عمرو بن العاص ۔۔۔۔۔۔۔دومۃ الجندل
۳)- خالد بن ولید۔۔۔۔۔۔بزاخہ، البطاح، یمامہ	۴) عکرمہ بن ابی جہل۔۔۔۔۔۔۔یمامہ۔ عمان مہرہ، حضرموت
۵)- شرحبیل بن حسنہ۔۔۔۔۔یمامہ، حضرموت	۶)- علاء ابن الحضرمی۔۔۔۔۔۔۔بحرین، دارین
۷)- حذیفہ بن محصن الغلفانی۔۔۔۔۔۔عمان	۸) عرفجہ ابن ہرثمہ البارقی۔۔۔۔۔عمان، مہرہ، حضرموت، یمن
۹)- طریفہ بن حاجز۔۔۔۔۔۔۔۔شرق حجاز، بنوسلیم کی طرف	۱۰) مہاجر بن ابی امیہ۔۔۔۔۔۔۔یمن، کندہ، حضرموت
۱۱) سوید ابن مقرن الذنی ۔۔۔۔۔۔تہامۃ الیمن	

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

واللہ الذی لا الہ الا ھو لولا ان ابا بکر استخلف ما عبد اللہ

اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اگر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد خلیفہ نہ بنائے جاتے تو اللہ کی عبادت نہ کی جاتی۔ (رواہ البیہقی بحوالہ ازالۃ الخفاء ج اول)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لقد قمنا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما کدنا نھلک فیہ لولا ان اللہ من علینا بابی بکر اجمعنا علی ان لا نقاتل علی ابنة مخاض وابنة لبون وان ناکل قری عربیة ونعبد اللہ حتی یاتینا الیقین نعزم اللہ لابی بکر علی قتالھم.

(التاریخ الکامل لابن اثیر، ج ۲)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد ہم ہلاکت خیز حالات سے دوچار ہو گئے تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جیسی بصیرت افروز) شخصیت کے ذریعہ ہم پر احسان عظیم کیا،، ہم لوگ (یعنی جماعت صحابہ) یہ طے کر چکے تھے کہ مانعین زکوٰۃ کے ساتھ قتال نہیں کریں گے اور جو بھی تھوڑا بہت رزق میسر آئے گا اس پر اکتفا کریں گے اور

اس طرح موت تک اللہ کی عبادت کرتے رہیں گے۔ مگر اللہ رب العزت نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مانعین کے ساتھ قتال کا پختہ حوصلہ دیا۔

آج پھر مسلمانوں کی گمراہیوں کو دیکھ کر دل سے صدا آتی ہے ردۃ و لا ابا بکر لھا کہ ارتداد نے ایک بار پھر زور دار سر اٹھایا ہے، مگر افسوس اس کا مقابلہ کرنے کے لیے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا حوصلہ نہیں، ان جیسی حمیت و غیرت نہیں، اس موضوع پر فقیر اویسی غفرلہ کی مستقل تصنیف ہے۔

واقعتاً بالکل درست ہے جیسی فکری یلغار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں تھی آج بھی ویسی ہی کیفیت ہے، تب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے، مگر آج کوئی ابو بکر تو کیا ان کا عشر عشیر بھی نہیں، اللہ ہی مدد اور حفاظت فرمائے۔

ختم نبوت اور علمائے اہل سنت: علمائے اہل سنت (جنہوں نے ہر دور میں اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ انجام دیا ہے اور تاریخ کے ہر موڑ پر اسلام اور ہادی اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنے کی سرکوبی کی ہے) نے ختم نبوت کے منکرین کا سخت رد کر کے ان کے سر اٹھانے سے پہلے ہی انہیں کچل دیا ہے۔ چنانچہ ہمیشہ کی طرح اس فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے بھی ان کا کردار روز اول سے بہت شاندار رہا ہے۔

تقریباً برصغیر پاک و ہند بنگلہ دیش کے سو (100) سے زیادہ علمائے اہلسنت نے اس قلمی جہاد میں حصہ لیا، ان سب کے سرخیل امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز ہیں، لیکن قادیانیت کے خصوصی رد کے حوالے سے دو شخصیات کی تصانیف اور فتاویٰ نے سب سے زیادہ شہرت پائی، جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

1) اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی۔ 2) حضرت پیر طریقت رہبر شریعت سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمہما اللہ تعالیٰ۔

برصغیر پاک و ہند بنگلہ دیش میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کا غالباً وہ پہلا علمی خانوادہ ہے جہاں سے منکرین ختم نبوت اور قادیانیت کا سب سے پہلے رد کیا گیا۔ امام احمد رضا محدث بریلوی (۱۸۵۶ء تا 1340ھ/ 1921ء)۔ چودھویں صدی ہجری کے ایک یگانہ روزگار عالم دین، عرب و عجم کے مرجع فتاویٰ جن کے پاس بلاد عرب و عجم، افریقہ، چین، امریکہ اور یورپ سے بہ یک وقت پر پانچ پانچ سو استفتاء مسائل دینیہ وجدیدہ کی دریافت کے لیے آتے تھے۔ وہ اپنی جرات ایمانی اور اظہار و اعلائے کلمۃ الحق کے اعتبار سے لا یخافون لومۃ لائم کے صحیح مصداق تھے۔ انہوں نے اپنی تمام زندگی عقائد اسلامیہ کا پہرہ دینے میں گزاری، ان کا قلم غیرت ایمانی کا علم بردار، عشق نبی امی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ترجمان اور اس دور کے تمام دینی اور اعتقادی فتنوں کا سختی سے محاسبہ کرتا نظر آتا ہے۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قادیانیوں کے متعلق فرماتے ہیں: قادیانی مرتد منافق ہیں، مرتد منافق وہ کلمہ اسلام بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرتا ہے، ضروریات دین میں سے کسی شئی کا منکر ہے۔ قادیانی کے پیچھے نماز باطل محض، قادیانی کو زکوۃ دینا حرام ہے اور اگر ان کو دے زکوۃ ادا نہ ہوگی۔ قادیانی مرتد ہے۔ اس کا ذبیحہ محض نجس و مردار، حرام قطعی ہے۔ مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانیوں کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم و ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے۔ (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو احکام شریعت، حصہ اول مصنفہ امام احمد رضا)

آپ کے مجموعہ فتاویٰ رضویہ میں بھی متعدد فتاویٰ قادیانیت کے رد میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ محدث بریلوی قدس سرہ نے قادیانیت، مرزائیت کے رد میں متعدد رسائل بھی تحریر فرمائے جن کے اسماء یہ ہیں:

1)۔ جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ 2)۔ المبین ختم النبیین 3) قہر الدیان علی مرتد بقادیان

4)۔ السوء والعقاب علی المسیح الکذاب 5)۔ الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی 6)۔ حاشیہ المعتقد المنتقد علی المعتمد المستند

اللہ تعالیٰ ختم نبوت کے حوالہ ہم سب کو کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، بحرمت خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین

نواسۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دوست اور دشمن

حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی قدس سرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موجودہ شمارہ کا تعلق محرم الحرام شریف سے ہے اور محرم الحرام کی شہرت کا سب سے بڑا سبب اس کی دسویں تاریخ ہے اور پھر اس کی دسویں تاریخ کا مشہورترین واقعہ راکب دوش رسول، جگر گوشہ بتول حضرت سیدنا امام حسین علیٰ جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت ہے۔ کربلا کی یہ یک روزہ جنگ جس میں شیر خدا کرم اللہ وجہہ کا شیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ صبر و رضا اور عشق و وفا کا بے مثال مظاہرہ کرتا ہوا راہ حق میں شہید ہوا، کئی اعتبار سے سبق آموز ہے مگر ہم یہاں صرف ایک ہی پہلو پیش کرتے ہیں اور وہ یہ کہ حسینی فوج اور یزیدی فوج کے سپاہیوں کا نقطۂ نظر کیا تھا۔ اگر ہم ان لڑنے والوں کے جذبے کو سمجھ لیں تو فیصلہ کرنا مشکل نہیں رہے گا کہ خدا والوں کا طرز فکر کیا ہوتا ہے اور دنیادار کس طرح سوچتے ہیں اور پھر اسی تحقیق کی روشنی میں اس سوال کا جواب بھی آجائے گا کہ کربلا کے میدان میں کون کامیاب ہوا اور کون ناکام۔ کامیابی اور ناکامی کی حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد ہم اپنے کردار کا جائزہ بھی لے سکتے ہیں اور یوں فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ہمارا طرز فکر و عمل کامیاب ہونے والے بدنصیب لوگوں کے ساتھ۔

یزیدی فوج: آیئے سب سے پہلے دونوں فوجوں کی اپنی اپنی سوچ اور اپنے اپنے جذبہ عمل کو دیکھیں۔ یزیدی فوج میں جو محتاط اندازے کے مطابق بائیس ہزار سپاہیوں پر مشتمل تھی۔ تین قسم کے لوگ تھے، کچھ وہ لوگ تھے جنہیں حق و باطل، ایمان و کفر اور پھر ان کے آخری انجام جنت و دوزخ کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں تھی۔ یہ لوگ محض دیکھنے میں انسان تھے ورنہ انسانیت سے ان کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہ ظاہری، دنیوی اور فانی اقتدار کو ہی 'حق' سمجھتے تھے اور جان و دل سے اسی کی پرستش کرتے تھے۔ اس گروہ کا سرغنہ ''شمر'' تھا جو عدل و انصاف، غیرت و حمیت اور رحم و کرم سے بالکل عاری تھا۔ اس کے دل و دماغ میں خوف خدا، شرم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور فکر عاقبت کا کوئی گزر نہیں تھا۔ اس کے جاننے پہچاننے والے بھی اس حقیقت سے واقف تھے اور کربلا کے میدان میں اس کا ہر کام اور ہر بات اس کی اسی فطرت کی آئینہ دار تھی۔ یہی وہ بدبخت تھا جس کی شقاوت و سنگدلی کی گواہی خود حضور ہادی اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے درج ذیل الفاظ میں دی تھی چنانچہ حضرت محمد بن عمر بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ کربلا کی دو نہروں پر ہم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے پس امام نے شمر ذی الجوشن کو دیکھا تو فرمایا اللہ اور اس کا رسول سچے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا:

کانی انظر الی کلب ابلق یلج فی دم اهل بیتی و کان شمر ابرص (ابن عساکر)

ترجمہ: گویا میں ایک چتکبرے کتے کو دیکھتا ہوں جو میرے اہل بیت کے خون میں منہ ڈالتا ہے۔

اور شمر کے بدن پر سفید داغ تھے اس شمری ذہنیت کے کچھ اور لوگ بھی اس یزیدی لشکر میں شامل تھے۔ اس لشکر میں وہ لوگ بھی تھے جو سیدنا امام حسین علیہ الرضوان کو حق پر اور یزید کو خلافت کے لئے نااہل اور ظالم سمجھتے تھے مگر افسوس! دنیا کی محبت ان کی دینی سمجھ پر غالب آگئی اور انہوں نے جان بوجھ کر دنیا کو عقبیٰ پر اور نفس کو دل پر ترجیح دی۔ لشکر کا سپہ سالار عمرو بن سعد اسی ذہنیت کا نمائندہ تھا۔ یہ رے کا گورنر بننا چاہتا تھا۔ جب اسے رے کی حکومت کے لئے خانوادۂ رسالت سے جنگ کرنے کی شرط سنائی گئی تو پہلے گھبرایا، غور و فکر کی مہلت مانگی، دوستوں نے اسے روکنے کی کوشش کی۔ اس نے اپنے بھانجے حمزہ بن مغیرہ بن شعبہ سے وعدہ بھی کر لیا کہ خون امام کا الزام اپنے سر نہیں لوں گا۔ خود بھی رات کو پھر اپنے ان دو شعروں میں

تذبذب کا اظہار کرتا رہا:

اترک ملک الری والری رغبۃ — ام ارجع مذموما بقتل حسین

وفی قتلہ النار التی لیس دونھا — حجاب وملک الری قرۃ عین

ترجمہ: کیا میں رے کی حکومت چھوڑ دوں اور یہی تو مجھے مرغوب ہے، یا حسین کو قتل کر کے مذموم ہو کر لوٹوں اور ان کے قتل میں ایسی آگ ہے جس کے آگے کوئی حجاب نہیں اور رے کی حکومت بھی تو میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔

آخر کار نفسانیت غالب آگئی اور 'رے' کی حکومت کے مقابلے میں جنت و مغفرت سے دستبردار ہو گیا۔ کیا یہی وہ حرص جاہ و مال نہیں جس کا نقشہ حدیث پاک میں یوں کھینچا گیا ہے۔

''دو بھوکے بھیڑیئے جو بکریوں کے جھنڈ میں چھوڑ دیئے جائیں وہ ان کو اتنا برباد نہیں کرتے جتنی مال وجاہ کی حرص انسان کے دین وایمان کو تباہ کر دیتی ہے''۔ (ترمذی ابواب الزہد)

یہ عمرو بن سعد اسلام کے ایک سپہ سالار اعظم حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص علیہ الرضوان جو عشرہ مبشرہ میں بھی داخل ہیں کا نابکار بیٹا تھا۔ کس قدر عبرت انگیز یہ حقیقت ہے کہ باپ کفر پر تیر چلانے والا اور بیٹا گلشن دین وایمان پر یلغار کرنے والا۔

یزیدی فوج میں نہایت ہی قلیل تعداد ایسے لوگوں کی بھی تھی جو عمرو بن سعد کی طرح پہلے تو تذبذب کا شکار رہے مگر آخری فیصلہ دین کے حق میں کر کے سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں شامل ہو گئے اور اسلام کے باغیوں سے جہاد کرتے کرتے جام شہادت نوش کر گئے۔ اس ذہنیت کا عظیم نمائندہ حر بن یزید ریاحی تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ یہی وہ صاحب تھے جو ایک ہزار کا لشکر لے کر سب سے پہلے حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابل آئے تھے۔ کربلا کے میدان میں حضرت امام پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مصالحتی کوششوں کے مقابلے میں یزیدیوں کی ہٹ دھرمی دیکھی تو ضمیر نے جھنجھوڑا اور تائب ہو گئے۔

لشکر امام: اب آیئے لشکر نواسۂ رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف خیال فرمایئے، اگر عمرو بن سعد اور شمر ذی الجوشن کو عبید اللہ بن زیاد گورنر کوفہ نے کربلا میں بھیجا تھا تو حضرت سیدنا امام حسین علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے جد امجد حضرت سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خواب میں تشریف لا کر کربلا جانے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ معظمہ سے آپ کی روانگی کے بعد راستے میں پیچھے سے آ کر آپ کو (مکہ معظمہ کے گورنر) عمرو بن سعید کا امان نامہ بھی دیا تو آپ نے پھر بھی واپس جانے سے انکار کر دیا اور انہوں نے انکار کا سبب پوچھا تو فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے ایک حکم دیا ہے، جس کو میں ضرور پورا کروں گا، خواہ وہ خلاف پڑے یا موافق (یعنی اس میں دنیوی نقصان ہو یا نفع) انہوں نے کہا ''وہ خواب کیا ہے؟'' فرمایا نہ اب تک اسے میں نے کسی سے بیان کیا ہے اور نہ کروں گا یہاں تک کہ اپنے رب تعالیٰ سے جا ملوں۔ (طبری، ابن اثیر وغیرہ)

گورنر کے امان نامے کے جواب میں آپ نے دوسری باتوں کے علاوہ فرمایا

فخیر الامان امان اللہ (طبری) ترجمہ: سو بہترین امام اللہ کی امان ہے۔

سوچئے، حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ہادی کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات کی ہدایت پر کربلا جا رہے ہیں تو اس سفر کے بہترین اور مقدس ترین ہونے میں کسے شبہ ہو سکتا ہے۔ یزید پلید کی حکومت پر آپ کو کیا اعتراض تھا۔ اس کا جواب اس پر جوش تقریر میں ڈھونڈیئے جو آپ نے مقام بیضا پر حر کے ساتھیوں کے سامنے فرمائی۔ چنانچہ حمد وثناء کے بعد فرمایا:

''اے لوگو! بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایسے ظالم بادشاہ کو دیکھے جو اللہ کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال جانے، اللہ کے عہد کو توڑے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت کے خلاف چلے، اللہ کے بندوں پر گناہ اور زیادتی سے حکومت کرے پھر وہ بقدر طاقت اسے عمل وقول سے نہ بدلے تو اللہ کو حق پہنچتا ہے کہ اس شخص کو بھی اس بادشاہ کے ساتھ دوزخ میں ڈال دے۔ خبردار! ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت اختیار کی اور رحمٰن کی فرمانبرداری چھوڑ دی ہے، ملک میں فساد برپا کر دیا ہے حدود شرع کو معطل کر دیا ہے۔ مال غنیمت کو اپنے لئے مخصوص کر لیا ہے۔ اللہ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام اور حرام کردہ اشیاء کو حلال کر دیا ہے اور میں بہ نسبت کسی اور کے زیادہ حق رکھتا ہوں کہ ان کو بدلوں''

سالار اہل حق سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذبہ شہادت حق کا یوں مدینہ منورہ سے کربلائے معلّٰی تک کے سفر کا ہر ہر واقعہ شاہد ہے، مگر اختصار کے پیش نظر صرف ایک واقعے پر اکتفا کی جاتی ہے۔ ہوا یہ کہ مندرجہ بالا تقریر پر حر نے کہا'' آپ حملہ کریں یا آپ پر حملہ ہو دونوں صورتوں میں آپ ضرور قتل ہوں گے'' فرمایا'' کیا تم مجھے موت سے ڈراتے ہو اور کیا تمہاری شقاوت اس حد تک پہنچ جائے گی کہ مجھے قتل کرو گے؟'' بہر حال میں بھی وہی کچھ کہتا ہوں جو بنی اوس کے ایک صحابی نے اس وقت کہا تھا جب ان کے چچازاد بھائی نے انہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت سے روکنے کے لئے موت سے ڈرایا تھا۔

سامضی و ما بالموت عار علی الفتی	اذا ما نوی خیرا و جاہد مسلما
و و اسی رجالا صالحین بنفسہ	و خالف مثبورا و فارق مجرما
فان عشت لم اندم و ان مت لم الم	کفی بک ذلا ان تعیش و ترغما

ترجمہ: (۱)۔ میں عنقریب اپنا مقصد پورا کر لوں گا پھر اگر جوان آدمی کی نیت نیک ہو اور وہ مسلمان ہو کر جہاد کرے تو موت اس کے لئے باعث ننگ و عار نہیں۔ (۲)۔ جب کہ وہ اپنی جان سے صالحین کی مدد کرے اور (خدا تعالیٰ کے غضب سے) ہلاک ہونے والوں اور مجرموں سے علیحدہ رہے۔ (۳)۔ سو اگر میں زندہ رہا تو مجھے ندامت نہیں ہوگی اور اگر مر گیا تو کوئی صدمہ نہیں ہوگا لیکن تجھے یہی کافی ہے کہ رسوائی کے ساتھ زندگی بسر کرے گا۔

(ابن اثیر)

مجاہدین کربلا کے جذبات: 10 محرم کی رات تھی۔ حضرت امام پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب ساتھیوں کو یکجا کر کے یوں خطاب فرمایا (بروایت سیدنا زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

''اللہ تبارک وتعالیٰ کی بہترین ثناء اور راحت ورنج میں اس کی حمد۔ اے میرے اللہ میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں اس نعمت پر کہ تو نے ہمیں خاندان نبوت میں پیدا کیا اور ہمیں (سننے والے) کان، (دیکھنے والی) آنکھیں اور (غور کرنے والے) دل عطا فرمائے، ہمیں قرآن کے علم اور دین کی سمجھ سے نوازا۔ سو تو ہمیں شکر ادا کرنے کی مزید توفیق بخش۔ اما بعد میں کسی کے ساتھیوں کو اپنے ساتھیوں سے زیادہ وفادار اور بہتر نہیں سمجھتا اور نہ کسی کے اہل بیت کو اپنے اہل بیت سے زیادہ نیکوکار اور صلہ رحمی کرنے والا جانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تم سب کو میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ سن لو! کل ہمارا دشمنوں سے مقابلے (اور فیصلے) کا دن ہے اور میں تم سب کو (بخوشی) اجازت دیتا ہوں کہ رات کی اس تاریکی میں چلے جاؤ میری طرف سے کوئی ملامت نہ ہوگی۔ ایک ایک اونٹ لے لو اور تمہارا ایک ایک آدمی میرے اہل بیت میں سے ایک ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لے لے۔ اللہ تم سب کو میرے طرف سے جزائے خیر دے پھر تم اپنے اپنے شہروں اور دیہات میں متفرق ہو کر نکل جانا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ یہ مصیبت آسان کر دے۔ بلاشبہ یہ لوگ میرے ہی قتل کے درپے ہیں اور مجھے قتل کرنے کے بعد انہیں کسی اور کی طلب نہیں ہوگی''۔ (ابن اثیر طبری)

اس عظیم الشان، دردناک اور قائدانہ خطاب کے جواب میں سب نے جان قربان کرنے کو ترجیح دی اور اہل بیت تو اہل بیت، دوسرے

ساتھیوں میں سے بھی کسی نے نواسۂ رسول کریم (علیٰ جدہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) کا ساتھ چھوڑنا پسند نہ کیا۔ چنانچہ حضرت مسلم بن عوسجہ اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑی ہوکر کہا کہ ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں تو آپ کے ادائے حق کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔ اللہ کی قسم! میرے پاس اسلحہ نہ ہو تو بھی پتھر مار مار کر دشمنوں سے لڑتا اور یوں آپ پر قربان ہو جاتا۔ (ابن اثیر)

حضرت سعد بن عبداللہ حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے اللہ کی قسم! ہم اس وقت تک آپ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے جب تک اللہ تعالیٰ یہ نہ دیکھ لے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد آپ کی اولاد کی کیسی حفاظت کی۔ اللہ کی قسم! اگر مجھ کو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ میں ستر مرتبہ اس طرح قتل کیا جاؤں گا کہ ہر مرتبہ زندہ کر کے جلا دیا جاؤں گا اور میری خاکستر اڑا دی جائے گی تو بھی میں آپ کا ساتھ نہ چھوڑتا اور اب تو ایک ہی مرتبہ قتل ہونا ہے اور اس قتل ہونے میں ہمیشہ کی عزت ہے پھر اسے کیوں نہ حاصل کروں۔ (طبری)

حضرت زہیر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر کہا کہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں اور میرے ہزار مرتبہ کے قتل سے خدا آپ کی ذات اور اہل بیت کے نوجوانوں کو سلامت رکھے۔

کون کامیاب ہوا؟: آپ نے دیکھ لیا حضرت سیدنا امام حسین علی جدہ وعلیہ السلام اور ان کا ہر ساتھی شہادت کے نشے سے سرشار تھا اور سب شہید بھی ہوگئے۔ کامیاب کا معنی ہے مقصد پالینے والا تو یقیناً سب نے شہادت سے سرفراز ہو کر کامیابی حاصل کر لی۔ ان کے برعکس یزید کو نئی فوج جس نے گویا تاریخ ہستی کے بدترین ظلم وستم کا الزام اپنے سر کر لیا اور جس کا ہر سپاہی دنیوی مال و دولت یا اعزاز حاصل کرنے کیلئے آیا تھا وہ دین کو ضائع کر کے دنیا بھی نہ کما سکا۔ فوج کا کمانڈر "رے" کی حکومت کا طلبگار تھا اور اس نے خود جان بوجھ کر اسی کے لئے نار جہنم کا سودا کیا تھا اس حکومت سے بھی محروم رہا۔ ہر لشکری مرنے سے پہلے دنیوی عذاب میں مبتلا ہوا اور ذلت کی موت مرا۔

گویا نواسۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھی راہ حق میں کٹ کر زندۂ جاوید ہوگئے اور ابدی کامیابی ان کے قدم چوم رہی ہے۔ ان کے برعکس یزید و شمر اور ان کے ساتھی چند روزہ دادِ عیش دے کر ابدی ناکامی اور ہلاکت و ذلت کا شکار ہوگئے۔

سرزمین کربلا، کہہ رہی ہے کربلا — اہل وفا زندہ باد، اہل جفا مردہ باد

ہم اور یاد محرم: عالم اسلام میں معرکۂ کربلا کی یاد ہمیشہ منائی جاتی ہے اس سلسلے میں سب سے اہم نکتہ جو ذہن نشین رہنا چاہئے وہ یہ ہے کہ معرکۂ کربلا جو دراصل حق و باطل ہی کی جنگ تھی، آج بھی جاری ہے۔ دنیا بھر میں جہاں اسلام کی حمایت میں آواز بلند کی جارہی ہے۔ یقین جانئے حضرت امام حسین علیہ السلام کا فیض ہے اور آپ کے سپاہی ہیں جو یہ فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ وہ لوگ جنہیں دین کی غیرت نہیں، اسلام کی سربلندی سے کوئی دلچسپی نہیں بلکہ ہر ممکن طریقے سے حق کا راستہ روکنے پر تلے ہوئے ہیں۔، کچھ بھی کہلائیں، حقیقت میں یزیدی ہیں۔ دنیا بھر کی نکتہ چینی کے بجائے آیئے ہم اس آئینے میں اپنا چہرہ دیکھیں۔ کیا ہم حسینی ہیں۔ اگر حسینی ہیں تو یاد رکھیں۔

کرتی رہے گی پیش شہادت حسین — آزادئ حیات کا یہ سرمدی اصول
چڑھ جائے کٹ کے سر ترا نیزے کی نوک پر — لیکن یزیدیوں کی اطاعت نہ کر قبول

اور خدانخواستہ یزیدی ہیں تو جس قرآنی نظام کے دفاع کے لئے شہزادۂ گلگوں قبا علی جدہ وعلیہ التحیۃ والثناء نے بہتر پیاسی جانوں کا نذرانہ پیش کیا تھا، اسے روکنے کے لئے دور حاضر کے عمرو بن سعد۔ شمر و ابن زیاد بن کر دور حاضر کے یزیدیوں کا ساتھ دیں اور چند روزہ عیش خرید کر ہمیشہ کی عزت، راحت اور مغفرت سے منہ موڑ لیں۔ اے اللہ! آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا صدقہ ہم پر ہمارے نفس کو مسلط نہ ہونے دے اور ہمیں شہدائے کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی [illegible] (آمین)

مصطفےٰ پیارے کا پیارا گنج بخش

جناب مولانا شاہد اقبال آسوی دامت برکاتہ العالیہ

مخدوم الاولیاء، سلطان الاصفیاء حضرت سید شیخ علی ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش لاہوری قدس سرہ العزیز اس قدسی گروہ کے سرخیل ہیں جو امام رسل، ھادی سبل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی کمال محبت ومتابعت سے ولایت کے ارفع واعلیٰ مقام اور بلند مراتب پر فائز ہوکر خلافت الٰہیہ اور حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیابت کبریٰ کے منصب جلیلہ پر متمکن ہوتے ہیں اور چونکہ انہوں نے اپنے آپ کو محبوب خدا کی محبت میں فنا کر دیا ہوتا ہے، انہیں بھی مقام محبوبیت عطا ہو جاتا ہے اور وہ زمین پر خلیفۃ اللہ اور مظہر انوار خدا اور نائب محبوب خدا ہوتے ہیں۔ ان کی ظاہری زندگی میں بے پناہ فیض، رشد وہدایت جاری ہوتا ہے اور ان کا روحانی فیض عوام وخواص کے لئے یکساں ہوتا ہے۔ ان کی تعلیمات و ارشادات طالبان راہ خدا کے لئے مرشد طریقت کی حیثیت رکھتے ہیں اور ہر مرتبہ واستعداد کے لوگ اپنی حیثیت اور ظرف کے مطابق ان سے مستفید اور مستفیض ہوتے ہیں۔ چنانچہ بعطائے الٰہی و بفیض سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی حیات مبارکہ میں کفرستان ہند میں پرچم حق لہرایا اور اپنی روحانی قوت اور نظر کیمیا اثر کے ذریعے بے شمار گم گشتگان بادیہ کفر وضلالت کو صراط مستقیم پر گامزن کیا اور ان کے سینوں کو نور اسلام سے منور فرمایا۔ بعد وصال حضور داتا صاحب علیہ الرحمۃ کا مزار پر انوار فیض رساں عالم اور منبع روحانیت وطمانیت ہے۔

نام فقیر تنہاں دا باہو قبر جنہاندی جیوے ہُو

ان کے ارشادات گرامی وافاضات عالی (کشف المحجوب) بجائے خود مرشد کامل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ غرضیکہ ایسی محبوبیت ومقبولیت امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے بہت کم اولیاء کرام کو حاصل ہوئی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یوں تو آپ کے روحانی کمالات وبرکات اور کرامات بے شمار ہیں چند ایک یہاں بیان کرنا چاہتا ہوں۔

قیام لاہور کے دوران حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قیام گاہ پر ایک مسجد تعمیر کی اس مسجد پر لوگوں نے یہ اعتراض کیا کہ اس کا رخ درست نہیں۔ آپ نے خاموشی سے لوگوں کا اعتراض سن لیا کچھ وقت کے بعد جب نماز کا وقت ہوا تو آپ نے نماز پڑھائی اور جب لوگ نماز سے فارغ ہوگئے تو تمام حضرات سے فرمایا تم لوگ اس مسجد کے قبلہ پر اعتراض کرتے تھے اب دیکھو کہ کس طرف ہے۔ جب انہوں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو یکبارگی قبلہ بالمشافہ بچشم نظر ظاہر ہوگیا۔ حضرت نے فرمایا بتاؤ قبلہ کدھر ہے، قبلہ کو سیدھے رخ پر دیکھ کر سب معترضین نادم ہوئے اور آپ سے معذرت چاہی۔ آپ کی کرامات کے ذریعے گردونواح میں شہرت پھیلی اور بے شمار لوگ آپ کی بزرگی اور ولایت کے قائل ہوئے (قصص الاولیاء)

سیدی وسندی ومرشدی حضور مفکر اسلام قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

"1960ء میں، میں سنٹرل کالج لاہور کی کلاس بی ایڈ میں داخل ہوا تو وہ حسب معمول ایک ڈاکٹر کو بلا کر اپنی اصطلاح کے مطابق سب طلباء کی ڈاکٹری کرواتے اور اس کا طریقہ یہ ہوتا کہ ایک چھوٹے سے کمرے میں ڈاکٹر ایک ایک طالب علم کو بلا کر تنہائی میں اسے ننگا کر کے چیک اپ کرتا مجھے یہ انداز نہایت ہی گھناؤنا محسوس ہوا۔ وہاں اس موقع پر ایک پروفیسر صاحب جنہوں نے میرے داخلہ میں دلچسپی لی تھی بھی تشریف لائے۔ میں نے ان سے فریاد کی مگر انہوں نے مسکرا کر فرمایا مولانا یہ تو ایک معمول کی بات ہے، سب کے ساتھ ہوتا ہے، آپ بھی کروالیں۔ میں سخت گھبرایا کہ چھٹکارے کی جو ایک صورت بنی تھی وہ بھی ختم ہوگئی۔ اب میں نے حضرت داتا صاحب قدس سرہ سے استمداد کی مگر شوخ انداز میں، میں نے عرض کیا حضور ہم تو لاہور میں آپ کے مہمان بن کر آئے ہیں تو کیا مہمانوں کے ساتھ یوں سلوک کیا جاتا ہے۔ دل ہی دل میں یہ فریاد کر رہا تھا کہ میری باری آگئی۔ میں اندر گیا تو ڈاکٹر صاحب نے فرمایا مولانا آپ تو بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں، میں نے کہا جی بالکل ٹھیک ہوں۔ تو بغیر کسی قسم کے چیک اپ یا ٹیسٹ وغیرہ کے بولے، تو اچھا پھر جاؤ۔ یہ سب کچھ حضور داتا صاحب کے روحانی تصرف سے ہوا۔

میں بھی دیکھوں جلوہ اپنے پیر کا
گنج کردو میری آنکھ بینا گنج بخش

حضور امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ

غلام مصطفیٰ مجددی نوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضرورت مجدد الف ثانی۔۔۔ کیوں: تقریباً ہزار سال نبوت کے گزر چکے تھے، خدا تعالیٰ کی سنت جاریہ کے مطابق وہی وقت امت محمدیہ پر آ گیا تھا جو ہر ایک نبوت کے بعد آتا رہا، اگر ختم نبوت کا فرمان بارگاہِ ایزدی سے صادر نہ ہوا ہوتا تو بتقضائے وقت ایک اولوالعزم نبی کی ضرورت تھی، مگر حکمت الٰہی نے ایک اولوالعزم نبی کا کام ایک عزیز الوجود متبول سے لینا تھا اور وقت آ پہنچا تھا کہ وہ عزیز ایک اولوالعزم نبی کا قائم مقام ہو کر دین اسلام کی تجدید کرے اور اس میں نئی روح پھونکے، اس لیے بہ مشیت ایزدی بشارات کے مطابق عین وقت پر حضور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وجود پاک ظہور پذیر ہو، پہلے زمانے میں ایک اولوالعزم رسول کے بعد وقتاً فوقتاً انبیاء کرام علیہ السلام پیدا ہو کر اولوالعزم رسول کی متابعت میں اس کے دین کو تقویت فرماتے رہتے تھے، چونکہ نبوت کا منصب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وجود مطہر پر ختم ہو چکا تھا اس لیے امت مرحومہ کے علمائے کرام کو انبیائے بنی اسرائیل کا رتبہ عطا ہوا یعنی مظہر بنایا اور وہ تقویت دین محمدی فرماتے چلے آئے، چونکہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ہزار دں سال گزر چکے تھے اور بدعات شنیعہ رائج ہو چکی تھیں، اس لئے ختم نبوت نہ ہوتی تو سنت اللہ کے مطابق ایک نبی مبعوث ہوتا جس کی ہمت ظاہری و باطنی کے ساتھ دین حق کو رونق وقوت حاصل ہوتی، پس ہزار سال کے ختم ہونے پر ایک مظہر اتم اور وارث اکمل کی ضرورت ہوئی جو تمام فرائض اولوالعزم پیغمبر کے سرانجام دے، پس اس ضرورت حقہ پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظہور ہوا اور تمام دینی و دنیوی کارخانہ آپ کے باوجود سے منسوب و مربوط ہوا۔ ﴿سیرت حضور مجدد اعظم: ۵۰﴾

ولادت باسعادت: حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت ۵ جون، ۱۴ شوال المکرم، بروز جمعۃ المبارک، نصف شب ۱۵۶۳ء، ۹۷۱ھ کو سرہند شریف میں ہوئی، آپ کا اسم گرامی شیخ احمد، لقب بدر الدین، کنیت ابو البرکات ہے، آپ کے والد صاحب کا اسم گرامی شیخ عبدالاحد علیہ الرحمہ ہے جو شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمہ کے مرید تھے، تصوف میں خاصا شغف رکھتے تھے اور درسِ تصوف بھی دیا کرتے تھے، آپ سے منسوب کتب تصوف بھی ہیں، مثلاً کنوز الحقائق، اسرار التشہد وغیرہ، شیخ عبدالاحد علیہ الرحمہ بعمر ۸۰ سال ۱۰۰۷ھ میں خالق حقیقی سے جا ملے اور سرہند شریف میں دفن ہوئے۔

تعلیم وتربیت: حضور مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن تعلیم میں مکتب میں داخل ہوئے اور جلد ہی حفظ قرآن کی دولت سے سرفراز فرما دیے گئے، بعد ازاں اکثر علوم متداولہ والد گرامی علیہ الرحمہ سے حاصل کر کے سیالکوٹ تشریف لے جا کر معقولات کی بعض کتب مولانا کمال کشمیری علیہ الرحمہ اور حدیث کی بعض کتب مولانا یعقوب کشمیری علیہ الرحمہ سے پڑھیں، علاوہ ازیں آپ علیہ الرحمہ نے تفسیر واحدی و دیگر مؤلفات واحدی و تفسیر بیضاوی و دیگر مصنفات بیضاوی و مشکوٰۃ المصابیح و شمائل ترمذی و جامع صغیر سیوطی و قصیدہ بردہ وغیرہ کی اجازت عالم ربانی قاضی بہلول بدخشانی علیہ الرحمہ سے حاصل کی تھی، الغرض آپ ۱۷ سال کی عمر میں علومِ ظاہری کی تحصیل کے تمام مرحلے طے کر کے اپنے والد گرامی کی خدمت میں حاضر ہو کر تدریس میں مشغول ہو گئے اور طلبہ علوم کو اپنی برکات سے بہرہ ور فرماتے رہے، اسی اثنا میں آپ نے عربی، فارسی، میں متعدد رسائل نہایت فصاحت و بلاغت

کے ساتھ تحریر فرمائے، چنانچہ رسالہ تہلیلیہ، رسالہ اثبات النبوۃ، رسالہ رد روافض ان ہی رسائل میں سے ہیں۔ ﴿تاریخ مشائخ نقشبند:۳۰۴، ۳۰۵﴾

حضور مجدد اعظم کا علمی مقام: حضور مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی مقام و مرتبہ کا احاطہ کرنا ناممکن ہے، آپ ظاہری و باطنی علوم کے ساتھ ساتھ علم لدنی کے بھی حامل تھے، حصولِ برکت کے لئے آپ کے علمی مقام کی ایک جھلک ملاحظہ کیجئے:

ایک روز آپ قدس سرہ شاہی عالم ابوالفضل کے بھائی فیضی کے ہاں تشریف لے گئے، وہ ان ایام میں اپنی بے نقطہ تفسیر (سواطع الالہام) لکھ رہا تھا، وہ آپ قدس سرہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ خوب موقعہ پر تشریف لائے ہیں، ایک مشکل درپیش ہے کہ جس کی تاویل و تفسیر حروف غیر معجمہ میں دشوار ہے، میں نے ہر چند دماغ سوزی کی ہے مگر دلخواہ عبارت نہیں سوجھتی، یہ سن کر آپ قدس سرہ نے قلم برداشتہ اس صفحہ کے مطالب کثیرہ حروف بے نقطہ میں کمال فصاحت و بلاغت کے ساتھ تحریر فرمادیے کہ جس سے فیضی حیران رہ گیا۔

سلسلہ نقشبندیہ کے سالار اعظم: حضور مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کو تمام سلاسل طریقت و روحانیت میں اجازت و خلافت حاصل تھی لیکن آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی نشر و اشاعت کو اپنی زندگی کا مقصد بنالیا تھا، آپ قدس سرہ فرماتے ہیں! سلسلہ عالیہ نقشبندیہ تمام سلاسل سے اعلیٰ و افضل ہے اور اس سلسلہ عالیہ کو بعد از انبیاء کرام افضل الخلق امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبت حاصل ہے، آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ کے مرید و خلیفہ ہیں اور فنافی الشیخ کے مقام پر فائز ہیں، آپ نے ایک جگہ مرشد کریم کی بارگاہ میں اپنی نیاز مندی کا اظہار یوں کیا ہے۔

"ہم چار شخص اپنے خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں لوگوں کے نزدیک تمام یاروں سے ممتاز تھے، خواجہ اعلیٰ کی نسبت ہم میں سے ہر ایک کا اعتقاد علیحدہ اور معاملہ جدا تھا، یہ فقیر یقینی طور پر جانتا تھا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے زمانے کے بعد ایسی صحبت و اجتماع اور ایسی تربیت و ارشاد کبھی ظہور میں نہیں آئی اور اس نعمت کا شکر بجالاتا تھا کہ اگر چہ حضرت خیر البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی صحبت کے شرف سے مشرف نہیں ہوا مگر اس صحبت کی سعادت سے محروم نہیں رہا، حضرت خواجہ ان تینوں کا حال یوں بیان فرماتے تھے کہ فلاں مجھے صاحب تکمیل جانتا ہے لیکن صاحب ارشاد نہیں سمجھتا اور اس کے نزدیک ارشاد کا مرتبہ تکمیل سے زیادہ ہے اور فلاں ہم سے کچھ تعلق نہیں رکھتا اور تیسرے کی نسبت فرمایا وہ ہمارا انکار کرتا ہے، امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم میں سے ہر ایک کو اعتقاد کے موافق حصہ ملا"۔

حضور مجدد اعظم مرشد کریم کے دامن اقدس سے وابستہ ہونے کے بعد کس قدر بلند مقام پر فائز ہو گئے اس کا کچھ اندازہ خواجہ باقی باللہ کے فرامین سے لگایا جا سکتا ہے، ہم اس بیج کو بخارا و سمرقند سے لائے اور ہند کی برکت والی زمین میں بو دیا، میاں شیخ احمد ایسے آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے ان کے ضمن میں گم ہیں، کامل اولیائے متقدمین میں سے خال خال ان کی مثل ہوئے ہوں گے، یہاں، حصول برکت کے لئے، ان بلند پایہ قدسی صفات خواجگانِ نقشبند قدس سرہ کے اسمائے گرامی پیش کیے جا رہے ہیں جن کے وسیلے سے الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مجدد الف ثانی بنے۔

تاجدار صداقت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر، سیدنا سلمان فارسی، امام قاسم بن محمد، امام جعفر صادق، خواجہ بایزید بسطامی، خواجہ ابوالحسن خرقانی، خواجہ بوعلی فارمدی، خواجہ یوسف ہمدانی، خواجہ عبدالخالق غجدوانی، خواجہ عارف ریوگری، خواجہ محمود انجیر فغنوی، خواجہ علی عزیزان رامتینی، خواجہ بابا محمد سماسی، خواجہ سید امیر کلال، خواجہ بہاؤالدین والحق سید محمد بخاری شاہ نقشبند، خواجہ علاؤالدین عطار، خواجہ یعقوب چرخی، خواجہ عبیداللہ احرار، خواجہ محمد زاہد وخشی، خواجہ درویش محمد، خواجہ محمد مقتدیٰ امکنگی، خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی (رضی اللہ عنہم اجمعین و رحمۃ اللہ علیہم اجمعین)۔

سنت نکاح اور اولادِ امجاد: تھانیسر کے حاکم شیخ سلطان علیہ الرحمہ کو تاجدار ختم نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خواب میں حکم فرمایا کہ اپنی شہزادی کا نکاح الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کردو، آپ نے ۲۵ سال کی عمر میں سنت نکاح ادا کی اور اولاد کی نعمت سے سرفراز ہوئے، اللہ پاک نے حضور مجدد اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ وعلیہ کو سات شہزادے اور تین شہزادیاں عطا فرمائیں، اسمائے گرامی درج ذیل ہیں: خواجہ محمد صادق، خواجہ محمد سعید، خواجہ محمد معصوم، خواجہ محمد فرخ، خواجہ محمد عیسیٰ، خواجہ محمد اشرف اور خواجہ محمد یحییٰ (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) اور بی بی رقیہ بانو، بی بی خدیجہ اور بی بی ام کلثوم (رحمۃ اللہ علیھن)

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں: حضور مجدد اعظم قدس سرہ النورانی ایک مرتبہ بیت الخلاء میں تشریف لے گئے جہاں آپ نے دیکھا کہ طہارت کے لئے استعمال ہونے والے برتن پر لفظ اللہ کندہ ہے، آپ اس برتن کو گھر لے آئے اور خوب صاف ستھرا کر کے اپنے صاحبین کو حکم دیا میں جب بھی پینے کے لیے پانی مانگوں مجھے اسی برتن میں دیا جائے، آپ کا یہ ادب خالق حقیقی کو اتنا پسند آیا کہ ہاتف غیبی سے آواز آئی! تم نے ہمارا نام بلند کیا، ہم نے تمہارا نام بلند کر دیا ہے۔

با ادب با نصیب: آپ ایک روز ابوالفضل کے ہاں تشریف لے گئے مجلس جمی، علمی گفتگو ہوئی، اتفاقاً ابوالفضل نے فلاسفہ کی تعریف شروع کر دی حضور مجدد اعظم کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی اور آپ نے فلاسفہ کے رد میں حجۃ الاسلام سیدنا امام محمد غزالی علیہ الرحمہ کا قول پیش کیا، ابوالفضل نے تنگ کر کہا: غزالی نے نامعقول بات کہی ہے، سیدنا امام غزالی علیہ الرحمہ جیسے عارف کامل کی جناب میں یہ گستاخی کیسے برداشت کی جا سکتی تھی، چنانچہ امام ربانی فوراً اس مجلس سے اٹھے اور چلے آئے اور چلتے ہوئے کہا! اگر تمہیں علماء کی صحبت کا شوق وذوق ہے تو اس قسم کی بے ادبانہ طرزِ گفتگو سے باز رہو۔

کرامت: حضور مجدد اعظم قدس سرہ کی ساری زندگی شریعت وطریقت کی کامل اتباع میں گزری جو سب سے بڑی کرامت ہے، آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا لیکن آپ افشاء سے زیادہ اخفا کے قائل تھے، بطور تبرک ایک کرامت ملاحظہ کیجیے: خواجہ جمال الدین حسین علیہ الرحمہ اپنے والد گرامی خواجہ حسام الدین علیہ الرحمہ کے ہمراہ امام ربانی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، خواجہ صاحب فرماتے ہیں امام ربانی قدس سرہ نے مجھے ذکر کی تلقین فرمائی اور میرے حال پر توجہ فرمائی، کچھ دیر کے بعد فرمایا! میں دیکھتا ہوں کہ تیرے دل پر کسی عورت کا نقش ایسا منقش ہے جیسے مٹی کے اندر پتھر گڑ گیا ہو، سچ بتاؤ کیا معاملہ ہے؟ اور جب تک وہ اثر زائل نہ ہوگا، مستفید نہ ہو گے، میں نے عرض کیا کہ میرا دل پھوپھی کی ایک کنیز پر آ گیا ہے اور اس پر دل کھو بیٹھا ہوں، پھر طبیب القلوب a نے توجہ فرمائی کہ میرا دل اس سے دور ہو گیا۔ ﴿تذکرہ اولیائے ہندوستان: صفحہ ۲۱۶﴾

نگاہِ ولی میں یہ تاثیر دیکھی	بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

تصانیف: محب الاولیاء، فخر امیر ملت، علامہ محمد صادق قصوری جماعتی نے "تاریخ مشائخ نقشبند" میں حضور مجدد اعظم قدس سرہ کی ۲۲ کتب کا تذکرہ کیا ہے: مکتوبات امام ربانی، رسالہ تہلیلیہ، تائید اہل سنت (ردِ مذہب شیعہ)، مکاشفات غیبیہ، معارف لدنیہ، مبداء ومعاد، شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ، اثبات النبوت، تعلیقات العوارف، الحاشیہ علی شرح العقائد الجلالی، رسالہ تعین ولاتعین، رسالہ مقصود الصالحین، رسالہ در بیان مسئلہ وحدت الوجود، آداب المریدین، رسالہ جذب وسلوک، رسالہ علم حدیث، رسالہ حالاتِ خواجگان نقشبند، مجموعہ تصوف، کنز الحقائق، رسالہ در بیان طریقہ حضرات خواجگان، رسالہ نصائح وغیرہ، رسالہ معرفۃ النفس ومعرفۃ الرب وغیرہ۔

القابات: مصنف کتب کثیرہ، عالم باعمل، صوفی باصفا، خطیب اعظم، پیکر غیرت وحمیت، خصوصی فیض یافتہ حضور امام ربانی وشاہ لاثانی، علامہ مولانا غلام مصطفیٰ مجددی نوری مدظلہ العالی نے اپنی شہرہ آفاق تالیف "سیرت حضور مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ" میں الشیخ احمد سرہندی قدس کے جو القابات قلمبند کیے ہیں پیش خدمت ہیں: بدر الدین، صلہ، فرد، سراج عالم، شمع بزمی، قطب الارشاد، قطب الاقطاب، مجتہد، صاحب اسرار، متکلم، محدث، قیوم،

متقی، امام ربانی، ناصر السنہ، قامع البدعہ، سیف اللہ، خاشع، فقیر، عارفِ کامل، خزینۃ الرحمہ، مجدد الف ثانی، مجمع البحار، ولی برحق، عالم راسخ، کثیر العلم، قوی العمل، محبوب صمدانی، امام الطریقہ، اولوالعزم، مختصر، رفیع المناقب، مرشد، امامِ محققین، مجتبیٰ، اویسی، حبیب، وارث الرسول، خیر الاولیاء، شیخ یگانہ ،ساقی، مصلح عظیم، صوفی، غوث الانام، اکمل الافاضل، مقبول، محفوظ، متصرف، مبارک، مبلغ دین، مجاز شفاعت، سید المکاشفہ، متمکن، متوکل علی اللہ، راضی، حافظ قرآن، نگہبان، مخدوم، مخلص، فاروقی، سرہندی، نقشبندی، حنفی، ماتریدی، قریشی، کابلی، معروف، حجۃ العرفا، شیخ الاسلام، پیر دستگیر، شجاع، عالم الآخرہ، مغفور، قبلہ عالم، متشرع، مفکر، فخر العابدین، نور الخلائق، فیاض، عزیز الوجود، مستقیم الحال، غواص قرآنی، محب الرسول، شہباز طریقت، آیت اللہ، شہسوار محبت، متواضع، عبدالرحمان، محسود اقران، صبغۃ اللہ، کنز الحقائق، مشیخت پناہ، عرفان دستگاہ، جوہر المراد، غیور، مظہر الشہود اور اشرف العارفین

وصال شریف: حضور مجدد اعظم علیہ الرحمہ نے ۲۹ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ، بروز دوشنبہ، وقتِ صبح، جان عزیز جان جاناں کے سپرد کردی، آپ کا آخری کلام تھا۔ سنت را بنداں خواہند گرفت یعنی سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر سختی سے پابند رہو ؎

از شریعت احسن التقویم شو　　　وارث ایمان ابراہیم شو

حضرت خواجہ محمد سعید علیہ الرحمہ نے نماز جنازہ کی امامت کی سعادت حاصل کی اور خواجہ محمد صادق علیہ الرحمہ کے پہلو میں آخری آرام گاہ بنی، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کا مزار پرانوار سرہند شریف میں مرجع خلائق ہے ؎

ویراں ہے میکدہ خم و ساغر اداس ہیں　　　تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے

خراج عقیدت: حضور مجدد اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمات کا اعتراف اپنوں بیگانوں سبھی نے کیا ہے اور عقیدتمندوں کی زبانیں آج بھی آپ کی مدح سرائی میں رطب اللسان ہیں اور ہر آنے والے لمحے کے ساتھ آپ کی عظمتِ رفتہ بلند ہو رہی ہے۔

عالم ایجاد میں ہے جو صاحب ایجاد　　　ہر دور میں کرتا ہے طواف اس کا زمانہ

یہاں صرف حکیم الامت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال علیہ الرحمہ کی عقیدت کی جھلک پیش کی جا رہی ہے۔

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر　　　وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے　　　اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے　　　جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار
وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان　　　اللہ نے بر وقت کیا جس کو خبردار
کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو　　　آنکھیں میری بینا ہیں و لیکن نہیں بیدار

☆☆☆

لا پھر اک بار وہی بادہ و جام اے ساقی　　　ہاتھ آجائے مجھے میرا مقام اے ساقی
تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند　　　اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام اے ساقی
تو میری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ　　　تیرے پیمانے میں ہے ماہ تمام اے ساقی

اللہ پاک اپنے پیارے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور مخدومہ کائنات سیدہ زینب کبریٰ پاک سلام اللہ علیہا کے صدقے ہم گناہگاروں کو حضور مجدد اعظم پاک رضی اللہ عنہ کے فیضان سے مالا مال فرمائے۔ آمین

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ

(رشحاتِ حضور مفکر اسلام قدس سرہ)

.....مرتبہ: ممنون احمد آسوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

☆...... مولانا احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ اور دوسرے غیر رہنماؤں میں سب سے بڑا جوہری فرق یہی ہے کہ آپ نے ملت کو عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دعوت دی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ادب سکھایا اور دوسروں نے نماز روزے کی تلقین کی مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت و تعظیم کو شرک سمجھا۔ آج جہاں کہیں بھی ملت میں عشق و محبت کے مظاہر نظر آتے ہیں ان میں بزرگان سلف کے فیوض و برکات کے علاوہ بریلی کے مجدد اور ان کے ہمنوا دیگر علماء و مشائخ کی کوششوں کا بڑا حصہ ہے اور آج جہاں نماز روزے کی خشک و بے جان کونپلیں تو نظر آتی ہیں مگر دا عنہائے عشق کی کوئی بہار نہیں۔ سمجھو نجد و دیو بند کے جھگڑے کا اثر ہے حقیقت یہ ہے کہ اتحاد و ملت کا وہی طریقہ کامیاب ہوگا جو فطرت کے مطابق ہوگا اور وہ ہے مرکز ملت، والی امت باعث خلقت محور عظمت حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت و الفت کا جذبہ پاکستان کا وجود اسی جذبے کا رہین منت ہے۔ مفکر پاکستان حضرت اقبال نے اسی جذبے کو قوم کے رگ وشہ میں داخل کرنے کی کوشش کی۔ ہاں ہاں اسی جذبہ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے طوفان نکلتے ہیں، دریا نایاب ہوتے ہیں، پہاڑ اپنا راستہ چھوڑ دیتے ہیں اور کامیابیاں قدم چومتی ہیں۔ آدمی پر اسرار ہوتا جاتا ہے تو اسی کی برکت سے فرشتے اس کے جھنڈے تلے آتے ہیں۔ تو اسی کے صدقے۔ اقبال نے ایسے ہی لوگوں سے متعلق اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی تھی۔

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے — جنہیں تو نے بخشا ذوق خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا — سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو — عجب چیز ہے لذت آشنائی
شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن — نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

اسی قسم کے پر اسرار لوگ میدان میں آئیں گے تو اسلام کے دشمن بھاگ جائیں گے امت کی سرفرازی و برتری چاہنے میں قوم کا کھویا ہوا وقار دوبارہ حاصل کرنا چاہتے ہیں سرزمین وطن میں نظام مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء نافذ کرنا چاہتے ہیں تو قوم کو عشق مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نشہ پلا دیں واللہ تاللہ باللہ اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں اقبال نے مومن کی فطرت کے بارے میں کتنا دو ٹوک فیصلہ دیا ہے۔

طبع مسلم از محبت قاہر است — مسلم از عاشق نباشد کافر است

یعنی مسلمان کی طبع محبت ہی سے غلبہ حاصل کرتی ہے اگر مسلمان عاشق نہ ہو تو کافر ہوتا ہے۔

لہذا اسے اپنی ساری توانائی محبوب خدا سرور دوسرا شہنشاہ زمین و آسمان خواجہ کون و مکاں حضور سرور دارین تاجدار کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت پر قربان کر دینی چاہیے اور ساری متاع حیات اس جذبہ حسین کی تربیت و اشاعت کے لئے وقف کر دینی چاہیے۔

☆ . اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ دشمنوں کی نیت پہلے سے بھانپ چکے تھے اور ان کے فریب کو بے نقاب کر چکے تھے انہوں نے ہر موڑ پر ملت اسلامیہ کو اس کے ازلی دشمنوں کی سازشوں سے بچانے کی کوشش کی اور بہت حد تک کامیاب بھی ہو گئے تاریخ گواہ ہے جب ابوالکلام آزاد اور محمود الحسن دونوں نے اسلامیہ کالج لاہور کا رخ کیا اور اسے بند کرانے کی کوششوں کا آغاز کیا کالج چلانے والے انجمن حمایت اسلام کے جنرل سیکرٹری علامہ اقبال علیہ الرحمہ تھے طے یہ ہوا کہ ایسے علماء سے فتویٰ لیا جائے جو گاندھی کے زیر اثر نہ ہوں تو اعلیحضرت فاضل بریلوی سے

رجوع کیا گیا آپ کے فتویٰ کی بدولت اسلامیہ کالج لاہور ہی نہ بچا اور کالج اور سکول بھی محفوظ ہو گئے

☆۔ ۔ واللہ ہمیں اعلیحضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ سے اسی لئے محبت وعقیدت ہے کہ جب انگریز اپنے پٹھوؤں اور پٹھوں کے ذریعے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی گستاخی کرا رہے تھے تو بریلوی کے قلندر اپنی زندگی اپنے آقا ومولا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گن گانے دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے وقف کر دی اور سیدنا حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت پر پورا پورا عمل کر دکھایا۔

☆۔ ۔ ۔ اعلیٰ حضرت کو اللہ تعالیٰ نے دل بیدار اور فکر بلند سے نوازا تھا اور نہایت وسیع روحانی وقلبی استعداد کے ساتھ آپ آسمان علم وفضل کے نہایت درخشندہ آفتاب تھے۔ منقول ومقبول کے بحر زخار تو تھے ہی، ان کے شرح وبیان کی تقریری وتحریری صلاحیتوں سے بھی مالا مال تھے۔ انگریزوں کی خفیہ سازشوں اور ان کے غلاموں کی اعلانیہ کوششوں کا آپ نے ڈٹ کر موثر مقابلہ کیا اور منہ توڑ جواب دیا۔ نثر ونظم میں آپ نے ایمان کے چوروں کا خوب پیچھا کیا اور ملت کے جس سرمایہ عشق کو وہ لوٹنا چاہتے تھے، بہت حد تک اسے بچالیا۔ جس مردود نے نبوت کا دعویٰ کیا اس پر دلائل کے تیروں کی بھرمار کی۔ جس نے خاتم النبیین کے معنی بدلے، اس پر یلغار کی۔ ان سب سے بڑھ کر جس نے خداوند کریم کی ذات پاک وبے عیب پر امکان کذب کا ناپاک دھبہ لگانے کی کوشش کی، اس کا پیچھا کیا۔ جس نے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کسی خداداد کمال کا انکار کیا، اس کی خبر لی۔ جس نے قرآن پاک کی کسی آیت پر اعتراض کیا اس کو منہ توڑ جواب دیا۔ جس نے گاندھی کی لنگوٹی میں گم ہو کر مسلمانوں کو دھوکا دیا، اسے للکارا۔ غرض جس نے بھی امت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہاتھ اٹھایا، آپ نے اسے قلم کرنے کی کوشش کی۔ سیاسی مداریوں نے انگریزوں اور کبھی ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے دین حنیف میں کیا کیا ترمیمیں تجویز کیں۔ آپ کے صرف ان جذبات کی مختصر شعری عکاسی کی جاتی ہے جس میں آپ نے ایک طرف اپنے آقائے مدنی کریم رسول عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خداداد کمالات کا ڈھنڈورا پیٹا ہے اور دوسری طرف ان کے دشمنوں اور گستاخوں کو کبھی نرم اور کبھی گرم انداز میں سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

دشمنوں نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں عقیدہ گھڑا تھا کہ وہ جھوٹ بول سکتا ہے (دیکھئے رسالہ یکروزی وغیرہ) اعلیٰ حضرت بریلوی نے سبحان السبوح، نثر میں لکھ کر عقلی ونقلی دلائل سے ان کا رد کیا اور نظم میں بھی یہاں صرف دو شعروں میں آپ کے قہر وجلال کا عالم دیکھئے:

ہر ایک اپنے بڑے کی بڑائی بیان کرتا ہے — ہر ایک مغبچہ مغ کا ایاغ لے کے چلے

مگر خدا پہ جو دھبا دروغ کا باندھا — یہ کس لعین کی غلامی کا داغ لے کے چلے

شور مچایا گیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بشر ہیں اور عام انسانوں سے انہیں امتیاز حاصل ہے تو محض وحی کی بنا پر ۔ ۔ ۔ ۔ ادھر سے جواب دیا گیا کہ لفظ ''نور'' کا اصل موضوع'' لہٗ '' حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور ان کا حقیقی معنی محض آپ ہی کی ذات پاک ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

وضع واضع میں تری صورت ہے معنی نور کا — یوں مجاز اً چاہیں جس کو کہہ دیں کلمہ نور کا

انبیاء اجزا ہیں تو بالکل ہے جملہ نور کا — اس علاقے سے ہے ان پر نام سچا نور کا

یہ جو مہر ومہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا — بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

منکرین نے علم غیب کا تعارف کرانے والے معلم اعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا ہی انکار کر دیا۔ اعلیٰ حضرت نے اپنا عقیدہ یوں بیان کیا:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا — جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

دشمنوں نے سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیارات اور تصرفات کا انکار کیا تو بریلی کے مجاہد اعظم نے یوں اظہار عقیدت کیا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب — یعنی محبوب ومحب میں نہیں میرا تیرا

کسی نے مظہر رب العلمین حضور رحمۃ العلمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر وناظر ہونے کو شرک کہا تو مجدد دین وملت نے اپنا عقیدہ یوں بیان کیا

وہ شرف کہ قطع ہیں نسبتیں، وہ کرم کہ سب سے قریب ہیں — کوئی کہہ دو یاس وامید سے، وہ کہیں نہیں، وہ کہاں نہیں

کسی بدنصیب نے قاسم ہر نعمت، مالک کوثر وجنت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگنے سے منع کیا تو ڈٹ کر جواب دیا۔

مانگیں گے، مانگے جائیں گے، منہ مانگی پائیں گے | سرکار میں نہ 'لا' ہے، نہ حاجت 'اگر' کی ہے

ذکر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مخالفین ذکر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر جز بز ہوئے تو بڑی بے نیازی سے فرمایا:

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا | دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

☆ اس بات پر غور کیجئے کہ جب گاندھی کی آندھی میں بڑے بڑے عمامے اڑ رہے تھے تقویٰ وطہارت کی نمائش خس وخشاک کی طرح اس سیلاب میں بہہ رہی تھیں۔ جب آیات وروایات سے عمر بھر کا تعلق ایک بت پرست پر نثار کیا جا رہا تھا۔ اس وقت ملت کے کام کون آیا اور کس نے گالیاں کھا کھا کر، طعنے سن سن کر الزامات کی بوچھاڑ میں مخالفانہ پراپیگنڈے کے طوفان بلا خیز کا مقابلہ کیا، وہی جو اپنے سچے اللہ تعالیٰ کا سچا بندہ اور اپنے سچے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سچا غلام تھا۔ یعنی مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ القوی۔ بلاشبہ حضرت اقبال اور حضرت قائد اعظم دونوں ہمارے محسن ہیں اور بلاشبہ دونوں اس صورت حال سے پریشان تھے مگر کھل کر اس طوفان کے منہ آنا بہت ہی مشکل تھا۔ اس بہت ہی مشکل کام کے لئے قدرت مجدد بریلوی کا انتخاب کر چکی تھی اور پھر اس مرد قلندر نے اس فریضہ محبت کو اس طرح نبھایا کہ دنیا کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

گاندھی کی آندھی تھم گئی، اس کے عشق میں خود رفتہ ہونے والے لیڈر اور مولوی ذلیل ہو گئے۔ جس گاندھی کو نبوت کے اوصاف کا حامل قرار دیا جا رہا تھا، اس کی اسلام دشمنی واضح ہو گئی، کانگریس کے جال میں اسلام کے وہی مدعی رہ گئے جن کا اپنے نبی علیہ السلام کے ساتھ محبت کا رشتہ بہت ہی کمزور تھا۔ اب ملت کے فرزند دشمنوں اور دوستوں کو پہچاننے لگے، کانگریس سے کٹتے رہے اور مسلم لیگ سے ملتے گئے۔ چنانچہ مسلم لیگ مضبوط ہوتی گئی۔ پاکستان کی تشکیل کے امکانات روشن ہوتے گئے اور حکیم الامت کی تعبیر پوری ہونے لگی۔

ہاں سوچئے اور بار بار سوچئے شاید اس سے نازک وقت مسلمانوں پر برعظیم پاک وہند کی تاریخ میں پہلے کبھی نہ آیا ہو کہ (معاذ اللہ) اسلام کی جڑیں کاٹنے کی ناپاک کوشش کرنے والے ایک عیار ومکار کو اسلام کا سب سے بڑا خیر خواہ سمجھ لیا گیا اور دل وجان سے اس کے اشاروں پر اپنی متاع عقل ودانش کو قربان کیا جانے لگا۔ اس وقت مولانا محمد احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ اگر ملت کی رہنمائی بلکہ پاسبانی نہ کرتے تو آج قوم وملک کا نقشہ کیا ہوتا، کون تصور کر سکتا ہے؟

☆ جب پاک وہند کے تثلیث کے فرزندوں نے غلامی کی زنجیروں میں جکڑ لیا تھا تو مجدد ملت حضرت مولانا شاہ محمد احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے اسی عشق سے قوم کے فکر ونظر کو روشن کرنے کے لئے اپنی صلاحیتوں کو وقف کر دیا۔ سوچئے وہ کیسا منظر تھا جب ایک طرف غیر مسلم فرعون صفت حکمران سینوں سے اسلام وایمان کے اثرات کریدنا چاہتے تھے پھر پادری پنڈت اور دوسرے مذہبی لیڈر بھی دین حق کے پیچھے پڑے ہوئے تھے اور سب سے غضب کی بات یہ تھی کہ ہزاروں دین فروش اور ضمیر فروش ملا بھی اس کے آلہ کار بنے ہوئے تھے۔ ایمان دشمنوں کی سرپرستی ہو رہی تھی اور اہل محبت پر عرصہ حیات تنگ کیا جا رہا تھا۔ ایسے نازک، طوفانی اور تاریک دور میں بریلی کا محدث اعظم، مجاہد اعظم اور قلندر اعظم یعنی مولانا شاہ احمد رضا خان رسول اکرم محبوب کریم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کو انتشار سے بچا کر مرکز کی طرف بلا رہا تھا۔ کون اندازہ کر سکتا ہے اس کے سوز دروں کا جب وہ یوں چیخ رہا تھا

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے | کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اللہ اکبر جب ان کے ماننے پر بھی قدغن لگائی جا رہی تھی اور کہا جا رہا تھا 'ایک اللہ کو مان اور کسی کو نہ مان' بریلی کے قلندر نے کہا:

انھیں مانا انھیں جانا نہ رکھا غیر سے کام | للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

اور جب وقت کے ابولہب طرح طرح کے حیلوں سے امت کا رشتہ اس کے آقا ومولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ عظمت پناہ سے توڑنے کی مساعی مذمومہ میں سرگرم تھے بریلی کا یہ باوفا درویش یوں حلف وفاداری اٹھا رہا تھا

کروں تیرے نام پہ جاں فدا | نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا | کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

مسائل دینیہ

علامہ مفتی شاہد اقبال آسوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال: نکاح کرنا کب فرض ہے اور کب واجب اور کس صورت میں سنت ہے؟

جواب: جو شخص حق مہر اور نفقہ کی طاقت رکھتا ہو اسے یہ یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے میں زنا واقع ہو جائے گا تو ایسی صورت میں نکاح کرنا فرض ہے۔ اگر اسے یقین نہیں بلکہ صرف اندیشہ ہے شہوت کے غلبے کی وجہ سے اگر نکاح نہ کرے تو زنا ہو سکتا ہے تو ایسی صورت میں نکاح واجب ہے۔ اعتدال کی حالت میں یعنی شہوت کا بہت زیادہ غلبہ نہ ہو تو نکاح کرنا سنت موکدہ ہے (درمختار، ردالمختار، بہار شریعت)

سوال: نکاح پڑھانے کا صحیح اور آسان طریقہ کیا ہے؟

جواب: نکاح پڑھانے کا صحیح اور عام فہم طریقہ یہ ہے کہ نکاح پڑھانے والا دلہن سے، اگر بالغ ہو اجازت لے ورنہ اس کے ولی سے۔ دولہا کو کلمہ اور ایمان مجمل اور مفصل پڑھا دے تو بہتر ہے۔ پھر خطبہ نکاح پڑھے اس لئے کہ ایجاب وقبول سے پہلے خطبہ پڑھنا مستحب ہے اور بعد میں جائز ہے اور کم سے کم دو گواہوں کی موجودگی میں دولہا کی طرف مخاطب ہو کر یوں کہے کہ میں فلاں بنت فلاں مثال کے طور پر ساجدہ بنت عمر و کو مبلغ 5000 روپے حق مہر کے بدلے آپ کے نکاح میں دیا، کیا آپ کو قبول ہے، یا مبلغ 5000 روپے حق مہر کے بدلے آپ سے نکاح کیا آپ کو قبول ہے۔ اگر دولہا نے کہا ہاں میں نے قبول کیا تو نکاح ہو گیا۔ لیکن اس بات کا ضرور خیال رکھا جائے کہ ایجاب وقبول کے الفاظ اتنی بلند آواز میں کہے جائیں کہ کم از کم حاضرین میں دو مکلّف آدمی سن سکیں اور اگر ایجاب وقبول کے الفاظ اتنا آہستہ کہے کہ دو عاقل و بالغ یعنی مکلّف آدمی نہ سن سکیں تو نکاح نہیں ہوگا۔ جب دولہا قبول کرلے تو نکاح خواں کو چاہئے زوجین کے درمیان محبت والفت کی دعا کرے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے وشرط حضور شاهدين حرين او حر و حرتين مكلفين سامعين قولهما معاً على الاصح اور عام طور پر جو رائج ہے کہ عورت یا اس کے ولی سے ایک شخص اجازت لے کر آتا ہے جسے وکیل کہتے ہیں وہ نکاح پڑھانے والے سے کہہ دیتا ہے کہ میں فلاں کا وکیل آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ نکاح پڑھا دیجئے۔ یہ طریقہ محض غلط ہے وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ نکاح پڑھانے کے لئے دوسرے کو وکیل بنائے۔ اگر ایسا کیا تو نکاح فضولی ہوگا۔ نکاح فضولی کا مطلب ہے کہ دولہا اور دلہن کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ اجازت سے پہلے بالغ مرد و عورت یا نابالغ کے اولیاء میں سے ہر ایک کو نکاح توڑ دینے کا اختیار حاصل ہے بلکہ یوں چاہئے کہ جو پڑھائے وہ عورت یا اس کے ولی کا وکیل بنے۔

سوال. نکاح خواں نے مجلس نکاح میں دولہا کو ایجاب کے الفاظ کہے دولہا نے قبول کے الفاظ یوں ادا کئے 'انشاء اللہ میں نے قبول کیا' کیا انشاء اللہ کا اثر عقد نکاح پر پڑا؟

جواب: ہاں۔ انشاء اللہ کا اثر عقد نکاح پر پڑے گا۔ نکاح منعقد ہی نہ ہوگا اور جتنے دن وہ اس حالت میں بیوی کی طرح رہے فعل حرام میں مبتلا رہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۵ صفحہ ۲۵۱) مگر علم ہو جانے کے بعد متارکہ اور نکاح صحیح ضروری ہے۔ (از افادات بحر العلوم مفتی عبدالمنان اعظمی)

سوال: ایک مرد اور عورت کا نکاح ہوا مرد کی پہلی بیوی سے ایک لڑکا ہے اور عورت کے پہلے شوہر سے ایک لڑکی ہے کیا اس لڑکے اور لڑکی کا نکاح ہوسکتا ہے؟

جواب: جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ محرمات سے نہیں، جن کی ممانعت آئی ہے۔ بلکہ حلت والی آیت میں شامل ہیں جو کہ یہ ہے:

و احل ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم (سورہ نساء:۲۴)

ترجمہ: اور ان کے سوا جو ہیں وہ تمہیں حلال ہیں کہ اپنے مالوں کے عوض تلاش کرو۔

ردالمحتار میں ہے کہ:

و اما بنت زوجة ابیه او ابنها فحلال

ترجمہ: اور بہر حال اپنے والد کی بیوی کی بیٹی یا بیٹا حلال ہیں۔ یعنی ان سے کاح میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا شادی بیاہ کے موقع پر زینت کے لئے ہاتھ پاؤں کو مہندی لگانا جائز ہے؟

جواب: زینت کے لئے عورتوں کو مہندی لگانا سنت ہے اور مردوں کو حرام ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں مردوں کو ہتھیلی یا تلوے بلکہ صرف ناخنوں ہی میں مہندی لگانی حرام ہے کہ عورتوں سے تشبیہ ہے۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے:

الحناء سنة للنساء و یکره لغیر هن من الرجال الا ان یکون لعذر لانه تشبه بهن اقول و الکراهة تحریمیة لحدیث لعن الله للتشبهین من الرجال بالنساء فصح التحریم ثم الاطلاق شمل الظفار (فتاویٰ رضویہ، فتاویٰ فیض الرسول)

سوال: کیا مرد کو سونے کی انگوٹھی پہننا جائز ہے؟

جواب: ہرگز جائز نہیں۔ شادی کے موقع پر اکثر رشتہ دار خواتین دولہا کو سونے کی انگوٹھی پہناتی ہیں۔ ایسا کرنا اشد حرام ہے۔ حدیث شریف میں سختی سے ممانعت فرمائی ہے۔ بحیثیت مسلمان ہر موقع پر خواہ خوشی کا موقع ہو یا غمی کا ہمیں شریعت مطہرہ کو پیش نظر رکھنا چاہئے، خلاف شرع امور سے بچنا چاہئے۔ (از افادہ وقار الفتاویٰ)

سوال: آج کل عمومی طور پر یہ معاشرے میں یہ رواج ہوتا جا رہا ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیٹی کی شادی کسی کے ہاں کرنا چاہتا ہے تو لڑکا یا اس کے گھر والے زیادہ سامان جہیز یا موٹر سائیکل یا کار وغیرہ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اس کا شریعت میں کیا حکم ہے۔

جواب: لڑکے یا گھر والوں کا شادی کے لئے نقد روپیہ یا سامان جہیز، موٹر سائیکل، کار وغیرہ کا مطالبہ کرنا حرام و ناجائز ہے۔ اس لئے کہ وہ رشوت ہے فتاویٰ عالمگیری میں ہے

لو اخذ اهل المراة شیئا عند التسلیم فللزوج ان یسترده لانه رشوة کذافی البحر الرائق.

ترجمہ: عورت کے گھر والوں نے رخصتی کے وقت کچھ لیا تھا تو شوہر کو اس کے واپس لینے کا شرعاً حق ہے اس لئے کہ وہ رشوت ہے اور جب لڑکے سے لینا رشوت ہے تو لڑکی سے نکاح پر لینا بدرجہ اولیٰ رشوت ہے۔ اس لئے آیت کریمہ **ان تبتغوا باموالکم** کے مطابق نکاح کے عوض مہر کی صورت میں شوہر پر مال دینا واجب بھی ہوتا ہے اور بیوی پر کسی حال میں نکاح کے بدلے کوئی مال واجب نہیں ہوتا۔ اس لئے لڑکی والوں سے کسی طرح کا لڑکے والوں کو مطالبہ نہیں کرنا چاہئے اگر وہ اپنی خوشی سے دیں تو شرعاً کوئی قباحت نہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از مرکزی دفتر — الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ ﷺ — مرکزی سرکلر نمبر 26

شیرانِ اسلام پاکستان — اگست 2020

محترمی ومکرمی جناب.............................. السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہونگے اور مقدس مشن کے فروغ کے لئے سرگرم عمل ہونگے۔

شیران اسلام پاکستان کی مرکزی کابینہ کا نہایت اہم اجلاس مورخہ 8 اگست 2020 زیر صدارت مرکزی امیر حافظ محمد اظہر نعیم، نقش لاثانی اسلامک یونیورسٹی میں منعقد ہوا۔ ملکی اندرونی وبیرونی صورتحال پر سیر حاصل گفتگو ہوئی۔ تنظیم کی سابقہ کارگردگی اور آئندہ کا لائحہ عمل طے ہوا جس میں آمدہ تین ماہ کے پروگرامز ترتیب دیئے گئے۔ اجلاس میں کئے گئے فیصلوں سے آپ کو بذریعہ سرکلر آگاہ کیا جارہا ہے۔

☆۔ **عظیم تر پاکستان مہم 10 اگست تا 20 اگست 2020**

وطن عزیز پاکستان سے بے پناہ عقیدت ومحبت کے اظہار کے لئے۔۔۔۔۔۔۔۔ وطن عزیز میں لسانی، گروہی، علاقائی اور مذہبی دہشت گردی کے خاتمے کے لئے ۔۔۔۔۔۔ وطن عزیز کی اندرونی وبیرونی مخالف قوتوں کو شکست فاش دینے کے لئے۔۔۔۔۔۔۔ تحریک پاکستان میں نمایاں کردار ادا کرنے والے علماء ومشائخ اہلسنت کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے۔۔۔۔۔۔ پاک فوج کی قربانیوں کو سلام عقیدت پیش کرنے کے لئے۔۔۔۔۔۔۔ آپریشن ضرب عضب کی کامیابی اور ردالفساد کی فتح ونصرت کیلئے۔۔۔۔۔۔۔ استحکام اور دفاع وطن کو عظیم تر بنانے کیلئے۔۔۔۔۔۔۔ پاکستان بنانے والے علماء ومشائخ اہلسنت کی فکر اور مشن کی امین "شیران اسلام پاکستان" کی طرف سے 10 اگست تا 20 اگست 2020 "عظیم تر پاکستان مہم" چلانے کا اعلان کیا ہے۔

اس مہم کے دوران عوامی سطح پر زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے غیور محب وطن اسلام کے سپاہیوں میں عملی طور پر شعور بیدار کیا جائے گا۔ جبکہ تحریک پاکستان میں عملی جدوجہد کرنے والے علماء ومشائخ کے مزارات اور تمام مساجد ومدارس میں قومی سبز ہلالی پرچم لہرانے کی تقریبات منعقد کی جائیں گی۔ اور اجتماعی دعائیں کی جائیں گی۔ اسلام کی سربلندی کے لئے جذبہ حب الوطنی بیدار کرنے کیلئے اور دہشت گردی کے خاتمے کیلئے عظیم سے عظیم تر پاکستان بنانے کا حلف اٹھائیں گے۔

☆۔ **تحریک عہد وفا 21 اگست تا 30 ستمبر 2020**

اس تحریک کے دوران وطن عزیز پاکستان کے مثبت اور پاکیزہ سوچ کے حامل نوجوانوں کو ارض وطن کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کے لئے۔۔۔۔ اسلام کی سربلندی کے لئے۔۔۔۔ جذبہ حب الوطنی بیدار کرنے۔۔۔۔ نظام مصطفےٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے۔۔۔ مقام مصطفےٰ ﷺ کے تحفظ کے لئے۔۔۔۔ فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے ملک گیر رکنیت سازی مہم کے ذریعے شامل کر کے اسلام اور پاکستان کا سچا پکا غیرت مند شیر صفت سپاہی بنائیں گے۔ اس دوران مرکز کی طرف سے رکنیت سازی کے فارم مہیا کئے جائیں گے۔ ہر سطح کے اہم عہدیداران کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ معینہ مدت تک رکنیت سازی کے اس عمل کو مکمل کر کے ریکارڈ مرکز کو جمع کروائیں گے۔ اس کی ایک کاپی اپنے ریکارڈ میں رکھیں

گے۔ رکنیت فارم کے ساتھ انکی ہدایات الگ سے آپکو بھجوائی جائیں گی۔ اس سلسلہ میں کسی قسم کی کوتاہی اور لاپرواہی کو غیر ذمہ داری تصور کیا جائے گا۔ اعلیٰ کارگردگی پر مرکز کی طرف سے سند اعزاز سے نوازا جائے گا۔ بعد ازاں نئے کارکنان کو رکنیت کارڈ ایشو کئے جائیں گے۔

☆۔ **<u>دورہ مرکزی قیادت (اگست تا اکتوبر)</u>**

شیران اسلام پاکستان کی مرکزی قیادت اگست میں پنجاب اور اسلام آباد جبکہ ستمبر میں آزاد جموں وکشمیر اور خیبر پختونخوا اور اکتوبر میں سندھ اور بلوچستان کا تنظیمی دورہ کریں گی۔ متعلقہ صوبائی قیادت انکے ہمراہ ہوگی۔ دورے کا شیڈول مرکز کی طرف سے آپکو جلد مل جائے گا۔ اس موقع پر علماء و مشائخ سے ملاقاتیں، پریس کانفرنسز، پاکستانی سبز ہلالی پرچم کی (تقریبات پرچم کشائی) منعقد کی جائیں۔ اس موقع پر اسلام کی سربلندی، جذبہ حب الوطنی بیدار کرنے، دہشت گردی کے خاتمے کے لئے اور پاک فوج کا دہشت گردوں کے خلاف جاری آپریشن میں کامیابی کے لئے اجتماعی حلف لیں گے۔

☆۔ **<u>یوم تحفظ ختم نبوت (7 ستمبر)</u>**

یوم تحفظ ختم نبوت کو شایان شان طریقے سے منائیں گے۔ اس موقع پر عوامی سطح پر فتنہ قادیانیت کی ملک و اسلام دشمن سرگرمیوں سے آگاہ کریں گے۔ اس موقعہ پر صوبائی سطح پر سیمینارز اور اضلاع کی سطح پر کانفرنسز منعقد کی جائیں گی اور تحریک ختم نبوت کے روح رواں قائدین کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کریں اور آئین پاکستان کی روشنی میں **قادیانی فتنے کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنے کی قراردادیں منظور کروائی جائیں۔**

☆۔ **<u>ماہنامہ الحقیقہ</u>**

ترجمان شیران اسلام پاکستان ماہنامہ الحقیقہ کی ترویج واشاعت کے سلسلہ میں ہر سطح کے عہدیداران اپنا کردار ادا کریں۔ تنظیم سازی کے عمل میں نئے شامل ہونے والے کارکنان کو مجلّہ کی خریداری کا پابند کیا جائے۔ مزید مجلّہ کے حوالے سے اپنی تجاویز و آراء **مرکزی سیکرٹری اطلاعات محمد آصف کسانہ 0300-7771267** اور انچارج الحقیقہ **حافظ محمد نعیم 0300-7123402** سے رابطہ کریں تا کہ آپکی تجاویز کی روشنی میں مجلّہ کو مزید بہتر کیا جاسکے۔

نوٹ: مراسلہ ہٰذا کو غور سے پڑھیں اور اس پر عمل درآمد کو یقینی بنائیں مزید زیر دستخطی کے رابطہ نمبر پر مراسلہ ہٰذا کے موصول ہونے کی متعلق ضرور مطلع فرمائیں۔

والسلام

<u>جملہ اراکین مرکزی مجلس شوریٰ، صوبائی امراء و چیف آرگنائزرز</u>

کاپی برائے اطلاع:

مرکزی سرپرست اعلیٰ "شیران اسلام پاکستان" و مدیر مجلّہ الحقیقہ

مرکزی امیر و نائب امیر "شیران اسلام پاکستان"

چیئرمین علماء و مشائخ کونسل "شیران اسلام پاکستان"

چیئرمین شعبہ ختم نبوت "شیران اسلام پاکستان"

چیئرمین مدارس کونسل "شیران اسلام پاکستان"

راہ حق میں آپ کا ہمسفر

محمد آفتاب احمد

مرکزی ناظم اعلیٰ

شیران اسلام پاکستان

0333-5712129

www.sip.org.pk

sheraneislam@gmail.com

Reg No: C.P.L.208

Monthly Mujjalah **AL-HAQIQA** September 2020